اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ١

The AL FAZL QADIAN.

رجسٹرڈ ایل ۵۰۸۳

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ...

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ...

جلد ۱۸	مطابق ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۹ھ	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء	نمبر ۴۰

مدینۃ المسیح

شملہ سے یہ مژدہ جانفزا موصول ہوا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۳۰ ستمبر ۱۹۳۰ء کو ١/٢ ١٢ بجے کی گاڑی سے وارد دارالامان ہونگے ؛؛

۲۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء سے جامعہ احمدیہ کھلے گا۔ اور پڑھائی باقاعدہ شروع ہو جائے گی۔ طلباء وقت پر پہونچ جائیں ؛؛

۲۶ اکتوبر کے جلسوں کے موقعہ پر
الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوگا

احباب کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ سیرت النبی کے جلسے اس سال ۲۶ اکتوبر کو ہونگے۔ اس تقریب مبارک پر حسب دستور قدیم انشاء اللہ الفضل کا خاتم النبیین نمبر بھی شائع ہوگا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق نظم و نثر میں مشہور اہل قلم اصحاب کے قیمتی اور پُر از معلومات مضامین شائع کئے جائیں گے۔ چونکہ پرچہ اسی قدر چھپوایا جائے گا۔ جتنی درخواستیں ہونگی۔ اس لئے احباب جس قدر جلد ممکن ہو۔ مطلوبہ تعداد سے منیجر صاحب کو اطلاع دیں۔ اہل قلم حضرات اس پرچہ کے لئے مضامین اور نظمیں لکھنے کو دوسرے سب کاموں پر مقدم کریں۔ اور اسطرح سرور کائنات کے ذکر کو بلند کرنے میں عملاً حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں ؛؛

گذشتہ سال یہ پرچہ سولہ ہزار کی تعداد میں شائع ہوا تھا۔ جو بہت بڑی اشاعت ہے۔ اور اس سال بھی انشاء اللہ نہایت آب و تاب سے شائع کیا جائیگا۔ اس لئے تجارت پیشہ احباب اپنی تجارت کو فروغ دینے میں اس پرچہ سے بہت امداد حاصل کر سکتے ہیں ؛؛

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

حکومت عراق کی ہوائی فوج

عراق گورنمنٹ اپنی فوج میں ہوائی طاقت شامل کرنے کے متعلق تیاریاں کر رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ دوران قیام لنڈن میں شاہ فیصل نے چھ ہوائی جہاز خریدے ہیں۔ اور عراق میں ہوائی مستقر قائم ہو جانے کے بعد اس تعداد میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ اسی نوجوان ہوائی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان بھیجے جا رہے ہیں ؛

فلسطین میں یہودی

اخبار الفتح قاہرہ نے یہودیوں کی اکاڈمی رپورٹ کی بنا پر لکھا ہے۔ کہ فلسطین میں یہودیوں کی تعداد ایک لاکھ بہتر ہزار تک پہونچ گئی ہے۔ گویا اب وہ وہاں پر کل آبادی کا ۱۷ فیصدی ہیں ؛

نجد اور شام کے درمیان موٹر سروس

شام اور نجد کے درمیان موٹر کار کے سفر کے لئے سڑک کھل گئی ہے۔ جو دمشق سے بغداد کے راستہ جاتی ہے۔ اس طرح یہ سفر صرف پندرہ گھنٹے میں طے ہو جایا کرے گا۔ اس سے قبل اس پر چند ایام صرف ہوتے تھے ؛

ایران سے تعلیمی وفود

حکومت ایران نے قریباً ڈیڑھ صد طلباء کا ایک تعلیمی وفد مرتب کیا ہے۔ جو مختلف جتھوں میں یورپ جا کر مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرے گا۔ وزارت حربیہ نے بھی چیدہ افسروں کا ایک وفد فوجی تعلیم کے حصول کے لئے فرانس اور اٹلی بھیجنے کی تجویز کی ہے ؛

جامعہ مصر میں تجارتی تعلیم

حکومت مصر نے ۱۱۴۰ پونڈ سالانہ مشاہرہ پر ایک پروفیسر کی خدمات حاصل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جو جامعہ مصر میں تجارت کی تعلیم دے گا ؛

شام میں قانون کارخانجات

حکومت شام نے گیارہ برس سے کم عمر کے بچوں کو کارخانوں دکانوں اور کانوں وغیرہ میں ملازم رکھنے کی ممانعت کر دی ہے ؛

عراق اور برطانیہ کا عدالتی عہد نامہ

لیگ آف نیشنز کی کونسل نے برطانیہ اور عراق کے عدالتی معاہدے مستقل مجلس انتداب کے سپرد کر دیا ہے۔ تا وہ اجلاس جنوری سے پیشتر اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اس عہد نامہ کے رُو سے غیر ملکی اور عراقیوں کے لئے مساویانہ قانون عدالت کی تجویز کی گئی ہے لیکن شرط یہ ہے۔ کہ دس سال کے لئے برطانی ماہرین قانون کا تقرر عمل میں لایا جائے ؛

حجاز میں موسلا دھار بارش

حجاز کے مختلف امصار و بلاد میں خوب زور سے بارش ہوئی ہے۔ تمام وادیاں پانی سے لبریز اور خشک میدان سبز سبز ہو گئے ہیں ؛

حیفہ بغداد ریلوے سروس

لنڈن کی خبر ہے۔ کہ دفتر نوآبادیات نے اعلان کیا ہے کہ حکومت نے حیفہ اور بغداد کی درمیانی ریلوے لائن کی مکمل سروے کے لئے نوآبادیات فنڈ سے امداد دینا منظور کر لیا ہے ؛

سکندر اعظم کے مقبرہ کی کھدائی

مصر کی وزارت اوقاف نے محکمہ آثار قدیمہ کو سکندریہ میں مسجد دانیال کے قریب سکندر اعظم کا مقبرہ کھودنے کی اجازت دے دی ہے ؛

ٹرکی میں رشوت ستانی کا انسداد

رشوت ستانی کے مسئلہ نے ٹرکی میں بہت بے چینی پیدا کر رکھی ہے۔ اس لئے پارلیمنٹ نے ایک مسودہ قانون پاس کیا ہے۔ جس میں حکومت کو رشوت خور افسران کے خلاف کارروائی کرنے کے وسیع اختیارات دیدئے ہیں ؛

شاہ مصر کی تخت نشینی کا جشن

۹۔ اکتوبر کو مصر کے طول و عرض میں شاہ کی تخت نشینی کا جشن منایا جائے گا۔ سکندریہ کی میونسپلٹی نے اس تقریب کے لئے ۵ ہزار پونڈ کا بجٹ منظور کیا ہے ؛

ترکی میں ایک جدید سیاسی جماعت

ترکی میں ایک نئی سیاسی جماعت حزب الاحرار کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ جس کے رئیس فتحی بے ہیں۔ جو پیرس میں سفیر تھے۔ مگر گذشتہ ماہ سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اس جماعت کا ایک لائحہ عمل تجویز کر کے حکومت کے پیش کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مصطفٰے کمال پاشا کی بہن مقبولہ خانم بھی اس جماعت میں شامل ہوئی ہے ؛

حجاز سے دو احمدیوں کا اخراج

مکرم مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا کے ساتھ ایک سماٹری احمدی رئیس ڈیمنگ ادریس صاحب اہل و عیال سمیت دار الامان تشریف لائے تھے۔ اور قریباً نو ماہ قیام کے بعد جون سنہ ۱۹۳۰ء میں یہاں سے حجاز روانہ ہوئے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہاں کچھ عرصہ رہیں۔ اور آئندہ سال فریضہ حج سے فارغ ہو کر اپنے وطن میں واپس جائیں ؛

عربی اخبارات کے حوالہ سے ہندوستانی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ جس کی تصدیق بھی ہو چکی ہے کہ حکومت حجاز نے انہیں وہاں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور وہ جاوا بھیجدئے گئے ہیں۔ ابھی تک تفصیلی حالات کا علم نہیں ہو سکا ؛

جاوا میں ڈچ حکومت کا نرالا حکم

معلوم ہوا ہے۔ کہ جاوا کی ڈچ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے۔ کہ اسلامی مدارس میں کوئی طالب علم زبان عربی کی تعلیم حاصل نہ کرے۔ بلکہ سرکاری مدارس میں تعلیم حاصل کی جائے۔ جاوا کے مسلمانوں میں اس سے بہت ہیجان برپا ہے ؛

نمائندہ نجد عمان میں

سلطان ابن سعود نے اپنا ایک نمائندہ عمان بھیجا ہے۔ تا وہ نجدی قبائل کے مطالبات شرق اردن کے قبائل کے روبرو پیش کر کے باہمی تصفیہ کی کوشش کرے ؛

مصر میں ہوائی جہازوں کا مستقر

مصر کی موجودہ وزارت کا خیال ہے۔ کہ وہاں ہوائی جہازوں کے لئے ایک ایسا عظیم الشان مستقر تعمیر کیا جائے۔ جس کا ثانی دُنیا بھر میں کوئی نہ ہو۔ اس کے لئے تین لاکھ پچاس ہزار پونڈ کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس کے لئے مقام دخیلہ تجویز کیا جا رہا ہے اور تجویز ہے۔ کہ اس کے ساتھ ہی لاسلکی کا بھی ایک سٹیشن تعمیر کیا جائے۔ نیز حکومت کا ارادہ ہے۔ کہ لاظہ میں ہوائی تعلیم کے لئے ایک درسگاہ بنائی جائے۔ جس میں مدت تعلیم چار سال ہو ؛

حجاز میں شادی کا جدید قانون

اخبار ام القریٰ راوی ہے۔ کہ حجاز گورنمنٹ شادی بیاہ کے متعلق ایک مسودہ قانون پارلیمنٹ میں پیش کرنے والی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جوان اور بالغ لڑکے قانوناً شادی کرنے پر مجبور کئے جائیں۔ مہر کی رقم متعین کر دی جائے۔ اور شادی بیاہ کے لئے کم سے کم مصارف مقرر کر دئے جائیں۔ تا فضول رسمیں بند ہو جائیں ؛

فلسطین میں ایک اخبار کی اشاعت بند

حکومت فلسطین نے جریدہ "الحیات" کو غیر معین مدت تک بند کر دیا ہے۔ کیونکہ اس میں احمد زکی پاشا کی ایک قابل اعتراض تقریر شائع ہوئی ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۴۰ قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۰ء جلد ۱۸

کیا بائیکاٹ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے؟

مسٹر گاندھی نے انگریزی اشیاء کے بائیکاٹ کا سوال اٹھایا اور اس لئے اٹھایا۔ کہ انگلستان کا وُہ طبقہ جو ہندوستان کی دولت سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یہ محسوس کر لے۔ کہ اب وُہ وقت نہیں رہا۔ کہ ہندوستان کے لوگوں سے زبردستی فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اب اگر انگلستان ہندوستان سے تجارت کر کے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے۔ کہ اسے پورے حقوق ادا کرے۔ اور اس کی مرضی اور اس سے سمجھوتہ کر کے نفع حاصل کرے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی کی یہ تجویز نہایت کامیاب ہوئی ہے۔ اور اس سے نہ صرف انگلستان پر اچھا اثر پڑا ہے۔ بلکہ ہندوستان کو بھی کروڑوں روپیہ کا فائدہ ہوا ہے۔ ہم اس دعوے کو بے دلیل سمجھتے ہیں اور ہمارے نزدیک واقعات اس کی پوری طرح تردید کر رہے ہیں۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ بائیکاٹ سے انگلستان کے مالدار طبقہ پر بجائے اچھا اثر پڑنے کے بُرا ہی اثر پڑا ہے:۔

اس تحریک کا نیا دَور سائمن کمشن کے مقرر ہونے سے شروع ہوا ہے۔ پس اسی وقت سے ہم اس کے اثرات کا اندازہ لگاتے ہیں ہر ایک شخص جو سیاسیات سے ذرہ بھی آگاہی رکھتا ہے۔ جانتا ہے کہ سر جان سائمن کے خیالات شروع میں ہندوستانیوں کو حقوق دینے کے متعلق بہت اچھے تھے۔ جب وُہ ہندوستان میں وارد ہوئے ہیں۔ اور ان کی کمیشن کا بائیکاٹ کیا گیا۔ تو انہوں نے بہت دانائی سے ہندوستانی عنصر کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ اور ہندوستانیوں کو اس حد تک کمیشن کے ساتھ شامل کر لیا۔ جس حد تک کمیشن کو توڑنے کے بغیر شامل کیا جا سکتا تھا۔ اُن کا یہ فعل بتاتا ہے۔ کہ وُہ ہندوستانیوں کی مرضی حاصل کرنے کے لئے ہر ایک کوشش کرنے کے لئے تیار تھے۔ اُس زمانہ میں اندرونی حلقوں میں یہاں تک اشارے کئے جاتے تھے۔ کہ کئی دفعہ سر جان سائمن اور حکومت ہند میں اس بارہ میں اختلاف ہو جاتا تھا۔ کہ گورنمنٹ ہند اس حد تک سر جان سائمن کا نیچے جھکنا پسند نہیں کرتی تھی جس حد تک وُہ خود جھکنے کے لئے تیار تھے۔ اس کے بعد بائیکاٹ نے زور پکڑا۔ اور سائمن کمیشن نے اپنی رپورٹ لکھی۔ رپورٹ کہتی ہے۔ کہ بائیکاٹ کا اس پر کوئی اثر نہیں۔ لیکن جو لوگ پہلے واقعات کو بھلا نہیں بیٹھے۔ وُہ جانتے ہیں۔ کہ رپورٹ پر بائیکاٹ کا بہت کچھ اثر ہے اور اس قدر اثر ہے۔ کہ وُہ سر جان جو پہلے حکومت ہند سے آگے بڑھ کر ہندوستانیوں سے سمجھوتہ کرنا چاہتے تھے۔ اب ہندوستان کو زیادہ اختیارات دینے کے سخت مخالف ہیں۔ اور وہ حکومت ہند جسے وُہ تنگدل خیال کرتے تھے۔ اِس وقت ان سے آگے نظر آتی ہے۔ حالانکہ وُہ آگے نہیں نکل آئی۔ بلکہ سر جان پیچھے ہٹ گئے ہیں ایک تو یہ نتیجہ بائیکاٹ کا ہوا ہے۔ اس کی موجودگی میں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ بائیکاٹ انگلستان کو مرعوب کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے؟

اب ہم کپڑے اور دوسری اشیاء کے بائیکاٹ کو لیتے ہیں۔ اس دفعہ ولایتی مال کا بائیکاٹ ہوا۔ اور خوب ہوا۔ کانگریس کی ہم تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس نے اس بارہ میں ایسا انتظام کیا۔ جو حکومت اور تاجروں دونوں کے وہم و گمان سے بالا تھا۔ اوّل تو بڑے بڑے تاجروں سے ولایتی مال بھیجنے والوں کو نوٹس دلوائے گئے کہ آئندہ وُہ مال ان سے نہیں لیں گے۔ اور اس طرح مال کی درآمد بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ دوم کسٹم کے ملازموں ریلوے کے ملازموں اور بنکوں کے ملازموں سے ساز باز کر کے یہ انتظام کیا گیا۔ کہ جو مال ولایت سے آئے۔ اس کی اور جہاں اور جس کے نام وُہ بھیجا جائے۔ اس کی اطلاع کانگریس کو مل جائے۔ چنانچہ جب بھی کسی کے نام کوئی مال آیا۔ جھٹ کانگریس کو اس کی اطلاع مل گئی۔ اور کانگریس نے اول تو مال کو اس تک پہونچنے کی اجازت ہی نہ دی اور اگر مال پہونچ بھی گیا۔ تو اسے اس قدر تنگ کیا۔ کہ اس پر زندگی اجیرن ہو گئی:۔

سوم خوردہ فروش دوکانداروں کو مجبور کیا۔ کہ وُہ ولایتی مال کی فروخت بالکل بند کر دیں۔ تاکہ جن تھوک فروشوں کے پاس مال پہونچ بھی گیا ہو۔ وُہ اسے آگے فروخت نہ کر سکیں۔ اور اس طرح نقصان اٹھا کر کانگریس کی سکیم پر عمل کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ چہارم جن دوکانداروں نے اس امر کو تسلیم نہیں کیا۔ ان کی دوکانوں پر پکٹنگ شروع کر دیا۔ تاکہ گاہک ان تک آ ہی نہ سکے۔ اور انہیں ایسا نقصان پہونچے۔ کہ کانگریس کی مخالفت کی جرأت ہی نہ رہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کیا۔ کہ ان کا سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ اور اس طرح تنگ کر کے اپنی پالیسی پر چلنے کیلئے مجبور کر دیا۔

پانچویں تدبیر کانگریس نے یہ کی۔ کہ مسٹر گاندھی کے کھاڈی پرچارک پر اور چرخہ کاتنے پر خاص زور دیا۔ اور اس طرح لوگوں کو ایک طرف تو سادگی کی طرف مائل کرنے کی ترغیب دی۔ اور دوسری طرف ان کی ضرورت انہی کے گھر میں پورا کرنے کے سامان مہیا کر دئیے۔ تاکہ باہر کی چیز کی طرف رغبت ہی باقی نہ رہے:۔

یہ ایک ایسا مکمل سلسلۂ تدابیر تھا۔ کہ اس پر عمل کرنے سے لازماً بہت بڑے نتائج پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ سب سے زیادہ کپڑے کے خلاف زور دیا گیا تھا۔ کیونکہ یہی سب سے زیادہ ہندوستان میں آتا ہے۔ اور اس تجارت کو نقصان پہونچانے میں کانگریس اس حد تک کامیاب ہو گئی۔ کہ یوں کہنا چاہیئے کہ قریباً قریباً یہ تجارت بند ہی ہو گئی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ باوجود اس قدر کامیاب بائیکاٹ کے نتیجہ کیا نکلا۔ کیا واقعہ میں انگلستان کا تاجر گروہ ہندوستان کو حق دینے کے لئے پہلے سے زیادہ تیار ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ وُہ پہلے سے زیادہ ہندوستان کو حق دینے کے خلاف ہے:۔

سب سے پہلی دھمکی ہندوستان کے مال درآمد کرنے والوں نے انگلستان کے مال برآمد کرنے والوں کو دی تھی۔ اور انہیں صاف کہہ دیا تھا۔ کہ اگر وُہ حکومت پر زور دے کر ہندوستانی مطالب کو منوانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ تو ہندوستان میں ان کے مال کی کھپت ہرگز نہ ہو سکے گی۔ اس دھمکی کا ایک ذرہ بھر بھی اثر ان لوگوں پر نہیں ہوا۔ اور انہوں نے صاف کہہ دیا۔ کہ تجارت کا سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ وُہ اس بارہ میں حکومت کو کچھ بھی کہنے کو تیار نہیں ہیں:۔

اس کے بعد بائیکاٹ شروع ہوا۔ اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ نہایت کامیاب بائیکاٹ ہوا۔ لیکن اس کا اثر انگلستان پر یہ ہوا ہے۔ کہ وُہ سرمایہ دار لوگ جن کو سمجھانا مقصود تھا۔ اور جو کنسرویٹو اور لبرل پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلے سے زیادہ سخت ہو گئے اول تو انہوں نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی ہی مخالفت کی اور گورنمنٹ کو مجبور کیا۔ کہ وُہ اس کے اعلان کو واپس لیلے۔ لیکن لیبر گورنمنٹ نے ان کی اس بات کو تسلیم نہ کیا:۔

اس کے بعد کنسرویٹو اور لبرل پارٹیوں نے یہ زور دیا۔ کہ اس کے دائرۂ عمل کو محدود کر دیا جائے۔ مگر اس میں بھی وُہ کامیاب نہ ہوئے۔ پھر ان لوگوں نے یہ زور دیا۔ کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ان پارٹیوں کے بھی نمائندے ہوں۔ اور اس میں وُہ کامیاب ہو گئے۔ ان پارٹیوں کے رویہ کا پتہ اس امر سے لگ جاتا ہے۔ کہ ان کی شمولیت کو کانگریس تو الگ ہی ماڈریٹس نے بھی عام طور پر ناپسند کیا۔

اور اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ وُہ جانتے ہیں۔ کہ یہ پارٹیاں ہندوستان کو مزید حقوق دینے کے خلاف پُورا زور لگائیں گی۔ پس اگر انگلستان کے سرمایہ داروں پر بائیکاٹ نے کوئی اثر کیا ہے۔ تو صرف یہ کہ وُہ ہندوستان کو حقوق دینے کے پہلے سے زیادہ خلاف ہیں۔ کیا اس نتیجہ کو شاندار کہا جا سکتا ہے۔ کیا اس کے باوجُود بائیکاٹ کو کامیاب کہا جا سکتا ہے۔

اب ایک پارٹی رہ جاتی ہے۔ یعنی لیبر پارٹی اس پارٹی کا ایک حصہ بے شک ہندوستان کے مطالبات کی پُوری تائید کرتا ہے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ بائیکاٹ کا حربہ لیبر پارٹی کے خلاف تھا۔ لیبر پارٹی تو سرمایہ دار ہی نہیں۔ کہ اس کو کوئی نقصان پہونچے۔ اس کے افراد یا مزدور ہیں۔ یا پھر سرکاری وظیفہ خوار ہیں۔ ان کی تو یہ حالت ہے۔ کہ نوکری مل گئی۔ تو وُہ کر لی۔ نہ ملی تو گورنمنٹ کے مقررہ بیکاری کے وظیفہ کو لیا۔ اور گھر میں بیٹھ رہے۔ جس پارٹی کو اس بائیکاٹ سے نقصان پہونچانا مقصود تھا اور جسے واقعہ میں نقصان پہونچا۔ وُہ سرمایہ دار کارخانوں والے اور مال برآمد کرنے والے لوگ تھے۔ لیکن وُہ جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے پہلے سے زیادہ ہندوستان کی آزادی کے خلاف ہیں۔

لیبر پارٹی کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کے بھی یہ معنے نہیں۔ کہ انہوں نے بائیکاٹ کے بعد اپنی رائے بدل لی ہے۔ بلکہ وُہ پہلے سے ہی ہندوستان کو اختیارات دینے کی تائید میں تھے۔ اور بعض تو ان میں سے ایسے ہیں۔ کہ انہیں مالی صدمہ کی وجہ سے ہوش نہیں آئی۔ بلکہ کانگریسی تدابیر کے ماتحت مالی امداد سے ہوش آئی ہے۔ پس ان پر اثر بائیکاٹ کے بالکل الٹ تدابیر کا ہُوا ہے۔ اور آفیشل لیبر پر جو اثر پڑا ہے۔ وہ تو کچھ بُرا ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ دونوں لیبر ممبروں نے سائمن کمیشن کی رپورٹ پر دستخط کر دئیے ہیں۔

پس یہ دعوٰے کہ بائیکاٹ کامیاب ہو گیا ہے۔ اور یہ کہ یہی ایک کامیاب حربہ ہے۔ بالکل غلط اور خلاف واقعہ امر ہے۔ جوش میں جو کچھ چاہو۔ کہہ لو۔ لیکن ٹھنڈے دل سے غور کرنے پر اس خیال کے قطعی طور پر باطل ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا۔ بائیکاٹ تب کامیاب کہلا سکتا تھا۔ کہ اگر لنکا شائر کے کارخانے والے گورنمنٹ کے پاس وفد لاتے۔ کہ جلد ہندوستان کو حق دے کر صُلح کر لو۔ لیکن وُہ تو گورنمنٹ پر الٹا زور دے رہے ہیں کہ اس منڈی کو کبھی نہ چھوڑنا۔

حق یہ ہے۔ کہ لارڈ ارون جیسے شریف الطبع آدمی اس وقت ہندوستان میں برسراقتدار نہ ہوتے۔ اور مسٹر بین جیسے آدمی انگلستان میں نہ ہوتے۔ تو بائیکاٹ ہندوستانیوں کے لئے بہت ہی برعکس نتیجہ پیدا کرتا۔ بائیکاٹ بے شک ایک حد تک اثر پیدا کر سکتا ہے۔ مگر صرف ایک حد تک۔ اور پھر صرف خاص وقت پر۔ مگر وُہ سائکالوجیکل مومنٹ جو اس کے اثر کا تھا۔ کانگریس نے اس کو ضائع کر دیا ہے۔ اس کے مرعوب کر دینے والے پہلے صدمہ کا وقت گذر گیا ہے۔ اب سانپ کے نکل جانے پر لکیر پیٹنے والی مثال ہے۔

ہندوستان میں اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا

ہندوؤں کی طرف سے ہمیشہ مسلمانوں پر یہ اعتراض رہا۔ کہ اسلام ہندوستان اور دیگر ممالک میں بزور شمشیر پھیلا ہے۔ لیکن اس کا ثبوت وُہ کوئی نہیں دے سکتے۔ اس کے بالمقابل سینکڑوں ایسے شواہد موجود ہیں۔ جن سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اسلام کبھی بھی اپنی اشاعت کے لئے تلوار یا کسی قسم کے جبر کا محتاج نہیں ہوا۔ بلکہ اپنے اندر ایسی جاذبیت اور کشش رکھتا ہے۔ کہ لوگ خود بخود اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

ہندوستان میں ان مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ جو باہر سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے۔ لیکن غریب الوطنی اور بے سروسامانی کے باوجود انہوں اتنی ترقی کی۔ کہ اس وقت وُہ یہاں اہم ترین اقلیت ہیں۔ اس کے بالمقابل ہندوؤں کو یہاں ہر قسم کی طاقت اور شوکت حاصل تھی۔ لیکن واقعات شاہد ہیں کہ ان کی تعداد یہاں روز بروز گھٹ رہی ہے۔ اور سب سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے۔ کہ اسلامی حکومت کے زمانہ میں یہاں مسلمانوں کی تعداد میں اتنی ترقی نہیں ہوئی جتنی کہ ان کے تنزل کے بعد ہوئی ہے۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس کا اعتراف خود ہندو بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار پرکاش ۱۴ مئی ۱۹۳۰ء لکھتا ہے:۔

"تاریخ ہند کے گذشتہ ایک ہزار سال کے مطالعہ سے یہ بات صاف ثابت ہوتی ہے۔ کہ ہندوستان میں مسلمان حملہ آوروں کی تعداد بہت زیادہ نہ تھی۔ اور خاص کر ان میں سے صرف ان لوگوں کو اور ان کی اولاد کو شمار کریں۔ جو یہاں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ تو قیاس یہ ہے۔ کہ ان کا شمار موجودہ مسلمانوں کی تعداد کا ۱/۲ حصہ بھی نہ ہوگا۔ مغلیہ سلطنت کے زمانہ میں بھی تعداد کے لحاظ سے ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کا کوئی مقابلہ نہ تھا۔ اغلباً مغلیہ سلطنت کے آخری زمانے میں بھی تناسب شائد دس ہندو اور ایک مسلمان کا ہو"۔

اب غور کا مقام ہے۔ حکومت مغلیہ کے بعد مسلمانوں کو اتنی شوکت اور رعب کب نصیب ہوا۔ کہ وُہ ۱/۱۱ سے ترقی کر کے ۱/۴ ہو گئے۔ کیا یہ امر اس بات کا بین ثبوت نہیں۔ کہ ہندو بھی اس امر کو تسلیم کرنے جا رہے ہیں۔ کہ اسلام کسی جبر اور زور سے نہیں۔ بلکہ اپنی ذاتی خوبیوں سے پھیلا ہے۔

آریہ اخبار "ملاپ" اور "فرقہ پرستی"

کسی نے "ملاپ" ایسے قوم پرست پرچہ کو یہ بتا دیا ہے۔ کہ ٹریننگ کالج لاہور میں فرقہ پرستی کا دَور دَورہ ہے۔ اور اسی وجہ سے اس سال بیس طلباء میں سے صرف دو ہندو داخل کئے گئے ہیں۔ اور باقی تمام کے تمام مسلمان ہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ ایسی خبر سے جس سے فرقہ پرستی کی بُو آتی ہو۔ مہاشہ "ملاپ" کے قومی دماغ کو کس قدر پریشانی اور بے چینی ہوئی ہوگی۔ جسے دُور کرنے کے لئے آپ نے "ٹریننگ کالج لاہور میں فرقہ پرستی" کے [illegible] عنوان سے ایک شذرہ سپرد قلم کیا ہے۔ جس کے دَوران میں آپ فرماتے ہیں۔

"قابل ترین ہندو امید واروں کو داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ اور بالکل ناتجربہ کار اور مقابلتاً کم تعلیم یافتہ مسلمانوں کو کالج میں داخل کر لیا گیا!" (۲۸ ستمبر)

ہمیں۔ تو معلوم نہیں۔ کہ "ملاپ" کی یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔ اس لئے فی الحال اسے نظر انداز کرتے ہوئے اس سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا اس قسم کے "اتیاچار" کی مثال ٹریننگ کالج کے سوا اور بھی کہیں موجود ہے۔ یا نہیں۔ اور کیا "فرقہ پرستی" کی ایسی مثالوں سے اس سے قبل اس کے کان کبھی آشنا ہُوئے ہیں۔ یا نہیں۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ کہ ہر محکمہ میں مسلمانوں کی جو شدید حق تلفی ہو رہی ہے۔ اسے انہوں نے پُوری وضاحت سے اور اپنی پُوری قوت سے نہ صرف ہندو دُنیا بلکہ تمام دنیا کے پیش کر دیا ہے۔ اور وُہ ہندوؤں کی اس "فرقہ پرستی" کے خلاف پُورے زور کے ساتھ احتجاج کر چکے ہیں۔ تو "ملاپ" بتائے۔ کہ فرقہ پرستی کی یہ صدہا مثالیں اس کے قوم پرور قلم کو کیوں حرکت میں نہ لا سکیں۔ اور ٹریننگ کالج میں اس کی ایک ہی تحقیق طلب مثال نے اس کی رگِ قومیت کو ایسی بُری طرح کیوں پھڑکا دیا۔

دراصل ہندوؤں کی یہی غیر منصفانہ ذہنیت ہے۔ جو دونوں قوموں میں اتحاد قائم نہیں ہونے دیتی۔ ہندو اپنے ساتھ تو کسی ادنےٰ سے ادنےٰ زیادتی کو بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ لیکن ساتھ ہی وُہ اس امر کے بھی روادار نہیں۔ کہ مسلمانوں کو کچھ مل جائے۔ پھر ان حالات میں اتحاد ہو۔ تو کیسے؟

"یُوز آسف نبی"

یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ محلہ خانیار (سرینگر) میں جو قبر "قبر یوز آسف نبی" کے نام سے مشہور ہے۔ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مفصل تحقیقات حضورؑ کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں درج ہے۔ دراصل چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ احباب کشمیر میں سے کوئی صاحب اس کے متعلق تحقیق و تفتیش کر کے معلومات بہم پہنچاتے۔ کیونکہ کشمیری زبان اور دیگر امور سے ایک کشمیری ہی کما حقہٗ واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق جو کام کیا۔ وہ قطع نظر اور باتوں کی اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منجانب اللہ ہیں۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل (آل عمران) اناجیل اربعہ میں بھی متعدد بار آتا ہے "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا"۔ حضرت مسیح اپنے شاگردوں کو سخت تاکید کرتے ہیں۔ کہ "غیر قوموں کے پاس نہ جانا" وغیرہ۔ ظاہر ہے۔ کہ گمشدہ بھیڑوں کی تلاش کے سوا آپ کا مقصد رسالت کسی طرح بھی پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس کے لئے مختلف ملکوں کی سیاحت کی۔ اور اسی سیاحت کی وجہ سے آپ کا نام "مسیح" ہؤا۔ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ اَوْ مَسَحَ الْاَرْضَ ولم یقم فی موضعٍ۔ یعنے مسیح اس وجہ سے بھی نام ہؤا۔ کہ آپ زمین کی سیاحت کرتے تھے۔ اور کسی جگہ نہ ٹھہرتے تھے.... تاریخ سے یہ حقیقت عریاں ہے۔ کہ حضرت مسیح کی بعثت کے وقت بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے صرف دو قبیلے شام میں آباد تھے۔ باقی دس "گمشدہ قبیلے" مختلف حوادث اور بخت نصر کی دست برد سے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے بہت عرصہ پہلے کشمیر افغانستان اور دیگر ممالک میں آباد ہو گئے تھے۔

ان گمشدہ قوموں کی تلاش میں حضرت مسیح کشمیر بھی آئے اور یہاں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ آپ نے اس ملک کو اپنے ملک کی طرح پا کر ہمیشہ کے لئے وطن بنایا اور اپنے قول "برًا بوالدتی" کے ثبوت میں اپنی والدہ محترمہ حضرت مریم کو بھی اپنے ساتھ لائے۔ واٰوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذاتِ قرارٍ و معین۔ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

کشمیریوں کے بنی اسرائیل ہونے کے ثبوت میں مندرجہ ذیل باتوں پر غور کرنا چاہیئے۔

(۱) سرتاج انبیائے بنی اسرائیل (موسیٰؑ) کی قوم لاوے کشمیر میں آباد ہے۔ اس قوم کے نام پر کشمیر کے مختلف مقامات کے نام رکھے گئے ہیں۔ ہمارے گاؤں کے نزدیک بھی ایک گاؤں "لاوے پورہ" نامی ہے۔ (ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام "بنی لاوے" سے ہیں۔ اس کا ثبوت آپ کا شجرۂ نسب ہے۔ جو یوں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابن عمران بن یصہر بن قاہث بن "لاوے" بن یعقوب علیہ السلام (تفسیر بیضاوی زیر آیت ان اللہ اصطفیٰ اٰدم و نوحًا الخ)

(۲) کشمیریوں کے خد و خال۔ عادات و اطوار اور طرز بود و ماند غرض اکثر باتیں بنی اسرائیل سے مشابہت تامہ رکھتی ہیں۔ حضرت مسیح کی تعلیم ہے۔ "تو کل کی فکر نہ کر۔ کل اپنی فکر آپ کرے گا"۔ اس کے بالمقابل اسلام فرماتا ہے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغدٍ الآیہ۔ مگر حیرانی کی بات ہے۔ کہ کشمیر صدیوں سے مسلمان ہے۔ اور مسلم آبادی ۹۵ فیصدی ہے۔ لیکن کشمیریوں کا یہ قدیمی مقولہ ابھی تک تبدیل نہیں ہؤا۔ کہ "کل کی فکر حرام ہے"۔

(۳) کشمیر کے اکثر مقامات کے نام اکثر اسمائے مقامات "شام" سے ملتے ہیں۔ مثلاً

نمبر شمار	کشمیر	شام
۱	پُنچھ	فُنش
۲	میرہوم	میرہوم
۳	گلگت	گلگو تھا
۴	لیہ —	لیہ یا ایسا ہی اور کوئی نام ہے
۵	لاسر	لاشر

(۴) خود کشمیر کا نام بھی اسبات کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ ملک شام کا اصلی نام "اَشِیْرِیا" یا "اَسِیْرِیا" ہے۔ بنی اسرائیل نے کشمیر کو اپنے ملک "اشیریا" کی طرح دیکھکر اس کا نام کاشیریا (یعنی اشیریا جیسا ملک) رکھ دیا۔ اور تعجب ہے۔ کہ کشمیری جو نہایت ہی تخفیف پسند واقع ہوئے ہیں۔ اور اس بات میں انہوں نے عربوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ ان کی زبان میں بھی ابھی تک کشیر ہی کہا جاتا ہے۔... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدی سے دعویٰ کیا ہے۔ کہ اصل نام "کشیر" ہے۔ جو اہل زبان آپس میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ کہدینا کہ اصل نام "کشمیر" ہے بالکل غلط اور مضحکہ انگیز ہے۔ جس کسی کشمیری سے پوچھا جائے کہ تمہاری زبان میں کشمیر اور اہل کشمیر کو کیا کہتے ہیں۔ تو وہ فوراً کشیر اور کاشُر (واحد) و کاشُر (جمع) بتائیگا۔

"تاریخ اکمال الدین"۔ جو صدیوں کی ایک پرانی تاریخ ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ قریباً دو ہزار سال ہوئے۔ "یُوز آسف نبی" مغرب سے بھاگ کر آیا تھا۔ اور اہل کشمیر کی طرف نبی کر کے بھیجا گیا تھا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ قبر حضرت عیسٰے علیہ السلام ہی کی ہے۔ میں اگر غلطی نہیں کرتا۔ تو ہمارے علاقہ کے مشہور مؤرخ منشی پیر صاحب خاکی مرحوم ساکن گامرو بھی اپنی کتاب میں یہی لکھ گئے ہیں۔ کہ یہ قبر حضرت عیسٰے علیہ السلام کی ہے۔

عام طور پر صاحب قبر "شہزادہ نبی" اور "یُوز آسف نبی" کے نام سے مشہور ہے۔ شہزادہ نام کی وجہ محتاج تشریح نہیں۔ انجیل میں حضرت مسیح نے کئی مقامات پر اپنے آپ کو شہزادہ کہا ہے۔ اور "یُوز آسف" اصل میں یسوع یوسف یعنے یسوع بن یوسف ہے۔ اہل کشمیر عربوں کی طرح باپ کے نام کے ساتھ ولایت بھی کہدیا کرتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں بتا آیا ہوں۔ وہ تخفیف میں عربوں سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ یعنی "ابن" یا "ولد" یا "پسر" کا لفظ عموماً حذف کرتے ہیں۔ اور ناموں میں بھی تخفیف کی حد کر ڈالتے ہیں۔ جیسے لسہ شاہ مسہ جو اصل میں غلام رسول شاہ ولد مصطفٰے شاہ ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر یہ کہنا بالکل بجا ہے۔ کہ اصل نام یسوع بن یوسف ہے۔ ابن یوسف کہنے کی شاید یہ وجہ ہو کہ حضرت مریمؑ کی ایک شخص یوسف نامی سے شادی ہوئی تھی۔

"یسوع" کا لفظ "یوز" ہؤا۔ وہ اس طرح سے کہ اہل زبان کے محاورے میں سین (س) عموماً زے (ز) سے بدل جاتا ہے۔ جیسے (۱) ماس (گوشت) سے ماز (۲) ہنس سے انز (۳) رسّہ سے رز۔ وغیرہ۔ اب لفظ یزوع ہؤا جس کا تلفظ ایک کشمیری کیلئے مکروہ اور ثقیل ہے۔ وہ اسے یوزہی کہیگا۔ (ع) التقائے ساکنین کی وجہ سے مذر تخفیف ہوئی۔ "یزوع" کی طرح مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی یہی تعلیل ہوئی ہے۔ یعنے (۱) جموں سے جوم (۲) رٹو (نام علاقہ) سے روٹ (۳) پٹو (اوسطے کپڑا) سے پوٹ (۴) کالو خان سے کول خان وغیرہ۔ ان الفاظ میں عدد باوجود دیگر حروف کلمہ ہے۔ لیکن استعمال اہل زبان میں قلب ہو کر درمیان میں بولی جاتی ہے ؛

(خاکسار:۔ محی الدین احمدی طالب علم قادیان دار الامان)

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

رحمت للعالمین اور اجرائے نبوت

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی اتباع میں کسی نبی کا آنا آپؐ کی فضیلت کو ثابت کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوۃ قدسیہ اس قدر زبردست ہے۔ کہ اُس کی برکت سے ایک شخص رُتبہ نبوت کو پہنچ سکتا ہے۔ لیکن دوسرے انبیاء میں یہ خوبی نہیں پائی جاتی۔ آپؐ کے سوا اور کوئی ایسا نبی نہیں جس کی پیروی انسان کو درجہ نبوت تک پہنچائے۔ اور پھر اس کے لئے اُمتی ہونا بھی لازمی ہو اور یہ ایک ایسی واضح فضیلت ہے۔ کہ جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ قرآن و حدیث اس کے گواہ ہیں۔ اور عقل بھی اس کی مؤید ہے۔ کیونکہ نبی ایک بادشاہ ہوتا ہے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ ہی کی پیروی میں نبی آئیں۔ تو اس کا بالفاظ دیگر مطلب یہ ہوگا۔ کہ دوسرے انبیاء تو صرف بادشاہ ہیں۔ مگر آپؐ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔ پس کیا یہ اعلےٰ فضیلت نہیں ہے۔ مگر خدا جانے بعض مخالفین کی عقل کو کیا ہوگیا ہے۔ وہ اس قدر کھلی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔ اور اسی عقیدہ پر جمے ہوئے ہیں۔ کہ قطعاً کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ آپؐ خاتم النبیین ہیں۔

اجرائے نبوت کی تردید میں خانقاہ رحمانیہ مونگھیر کے ایک طالب نے ایک "عجیب سرِّ عظیم" دریافت کیا ہے۔ جو آپ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ

"چونکہ آپؐ مظہر کامل صفت رحمت کے ہیں۔ اور رحمت للعالمین آپ کا خطاب ہے۔ اس کا مقتضا یہ ہوا۔ کہ آپ کے بعد نبوت کا مرتبہ کسی کو نہ دیا جائے۔ کیونکہ شرعی نبی نہ ہی ہے۔ کہ جس کا منکر کافر ہے۔ یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اب اگر آپؐ کے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو حسبِ عادت قدیمہ ضرور بہت لوگ ایسے ہوتے۔ کہ حضرت سرور انبیاء پر ایمان لائے ہوتے۔ اور اس نبی پر ایمان نہ لاتے۔ جو آپ کے بعد ہوا۔ اور اس وجہ سے وہ دائمی عذاب کے مستحق ہوتے۔ یہ آپ کی شان رحمت کے بالکل خلاف تھا۔ کہ آپ کو مان کر کسی وجہ سے دائمی عذاب میں مبتلا رہے۔" (صحیفہ رحمانیہ ۱۵ صفحہ ۱۸)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صفت رحمت کے مظہر کامل اور رحمۃ للعالمین یعنی سب جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

(۲) آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں ہوگا۔ (۳) یہ عادت قدیمہ ہے۔ کہ ضرور بہت سے لوگ نبی کا انکار کرتے ہیں۔

(۴) کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے ہوئے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہیں جا سکتا۔ کیونکہ یہ امر آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صفت رحمۃ للعالمین کے خلاف ہے۔

اس استدلال پر حسب ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) آپؐ کی صفت رحمت للعالمین کے مندرجہ بالا مفہوم کی رو سے تو چاہیئے تھا۔ کہ جہان میں سے ایک شخص بھی دائمی عذاب میں مبتلا نہ ہوتا۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ امر آپؐ کی اس صفت کے خلاف ہے۔

(۲) یہ صفت تمام جہانوں سے تو عام تعلق رکھتی ہے۔ جن میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ اسلئے یہ چاہیئے تھا۔ کہ مسلمان کہلانے والوں کے لئے اس کا خاص ظہور ہوتا جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ حضورؐ کا کوئی اُمتی تھوڑی دیر کے لئے بھی داخل جہنم نہ ہوتا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اس صفت کے مالک تھے۔ خود فرمایا۔ کہ میری امت کے تہتّر فرقوں میں سے صرف ایک جنتی ہوگا۔ باقی دوزخ میں جائیں گے۔

(۳) وہ لوگ جن سے حضور علیہ السلام کا خاص تعلق تھا۔ اس مفہوم کی رُو سے کم از کم ان کے ساتھ تو اس صفت کا خاص الخاص ظہور ہونا چاہیئے تھا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب میرے بعض صحابہ دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے۔ تو میں کہونگا۔ یا ربّ اُصیحابی۔ اے میرے رب یہ تو میرے پیارے صحابی ہیں۔

اب اس مفہوم کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ عام طور پر سب دنیا اور خصوصًا امت میں سے کسی کو عذاب نہیں دیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ آپ سب کے لئے رحمت ہو کر آئے ہیں۔ اگر کسی کو عذاب ملا۔ تو صفت رحمت اس کے خلاف ہوگی۔ اور کوئی مومن اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اسکے علاوہ معلوم نہیں "طالب صاحب" نے ہماری طرف یہ عقیدہ کس بنا پر منسوب کر دیا ہے۔ کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی شرعی نبی کی آمد کے قائل ہیں۔ ہماری کس عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے ہم تو بار بار کہتے ہیں۔ کہ اب جو نبی آئے۔ اسکے لئے امتی ہونا ضروری ہے اور شرعی اور مستقل نبوۃ کا سلسلہ منقطع ہو چکا۔ ہاں البتہ یہ لوگ خود نزول مسیح علیہ السلام کے معتقد ہیں۔ اور مانتے ہیں۔ کہ وہ اس زمانہ میں اُتریںگے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ نبی اللہ ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ورسولاً الی بنی اسرائیل۔ وجعلنی نبیًّا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیحؑ آسکتے ہیں۔ تو بلا ریب کسی دوسرے غیر شرعی نبی کے آنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جب وہ آئینگے۔ تو حسب عادت قدیمہ ضرور بہت لوگ انکا انکار کرینگے جس کی وجہ سے وہ قابل سزا ٹھہرینگے۔ پس ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ کسی امتی نبی کا آنا صفت رحمت للعالمین کے منافی نہیں۔ ہاں البتہ ہمارے مخالفین کا اپنا عقیدہ ایسا ہے۔ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا استخفاف لازم آتا ہے:

ایک ہردلعزیز مدرس کی افسوسناک تبدیلی

قابل توجہ حکام محکمہ تعلیم ریاست جموں

جناب سید مسعود شاہ صاحب سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول اکھنور (ضلع جموں) ریاست جموں کے تمام مدرسین سے نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اور آپ کی قابلیت۔ ہردلعزیزی لیاقت اور علم وفضل کا ثبوت ریاست کا بچہ بچہ دیکھتا ہے حال ہی میں آپکو وہاں کے ایک حاسد ہیڈ ماسٹر کی بے بنیاد شکایات پر اکھنور سے بسوہلی تبدیل کر دیا گیا۔ اور الزام یہ تراشا گیا۔ کہ آپ کانگریس سے تعلق رکھتے ہیں۔ حالانکہ آپکی تمام زندگی سرکار انگلشیہ اور حضور مہاراجہ بہادر کی تعریف و توصیف میں گذری ہے۔ اور آپ سلسلہ احمدیہ کے ایک سرگرم کارکن ہیں۔ اور آپ اپنی بائیس سالہ ملازمت کے دوران میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی حکام ریاست جموں کی ناراضگی کا موجب نہیں بنے۔ آپکی تبدیلی پر اکھنور کے تمام ہندو مسلمانوں نے افسران تعلیم کی خدمت میں تار دیئے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ انہوں نے ذرہ بھر توجہ نہ فرمائی اور ان کی جگہ ایک معمولی تعلیم یافتہ ہندو کو تعینات کر دیا گیا۔

ہم ریاست کے بیدار مغز مہاراجہ بہادر۔ اور جناب جی۔ ای۔ سی ویکفیلڈ فارن اینڈ پولیٹیکل منسٹر اور جناب ڈائرکٹر بہادر محکمہ تعلیم وایجوکیشنل منسٹر کی خدمت میں ادب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ شاہ صاحب موصوف کے گذشتہ ریکارڈ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انکو اکھنور میں فوراً تبدیل کر دیں۔ کیونکہ انکے وہاں سے تبدیل ہونیسے باشندگان اکھنور کو بہت مصائب کا سامنا ہے۔ امید ہے۔ کہ حکام... متعلقہ [illegible] (چند ملازمان)

تاریخِ اسلام

علاقۂ شام پر مسلمانوں کا تسلط

فتح دمشق

بہادرانِ اسلام نے اپنے سپہ سالار خالد بن ولید کی سرکردگی میں جب بصرہ فتح کیا۔ یہ شہر اس وقت سرحد روم پر واقع تھا۔ اور رومیوں نے اس خیال سے کہ مسلمان ہم پر حملہ آور نہ ہوں۔ جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

خالد بن ولید نے بصرہ میں اپنا قائم مقام چھوڑ کر دمشق کی طرف کوچ کیا۔ اور مدینہ بھی خط لکھ دیا۔ کہ ابو عبیدہ کو کچھ لشکر دے کر دمشق کی طرف روانہ کر دیا جائے۔

اس وقت دمشق پر عزرائیل نامی رومی گورنر تھا۔ لیکن ہرقل شاہ روم نے ایک رومی کلوس نامی کو جو اپنی بہادری پر بہت نازاں تھا۔ عزرائیل پر حاکم بنا کر پانچ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جب کلوس نے اس حکم کی اطلاع عزرائیل کو دی۔ تو اس نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ جس پر دونوں میں تکرار ہو گئی۔ عزرائیل اس کی ماتحتی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ اور کلوس اس کو فوج کا سپہ سالار رکھنے کے لئے تیار نہ تھا۔ آخر دونوں اس فیصلے پر رضامند ہو گئے۔ کہ کلوس اور عزرائیل باری باری مسلمانوں کا مقابلہ کریں اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ دونوں میں سے کون زیادہ بہادر اور قابل ہے۔ خالد بن ولید بھی دمشق پہنچ گیا۔ اور اپنی فوج کو میدان میں صف آرا کر دیا۔ ادھر رومی لشکر بھی میدان میں نکلا۔ خالد بن ولید نے پہلے ضرار بن ازور کو لشکر کے بائیں بازو پر حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ وہ اشارہ پاتے ہی رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور قتل کر کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو دائیں بازو پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر خالد بن ولید خود لشکر کے قلب پر حملہ آور ہوئے۔ اور کئی سو آدمیوں کو قتل کر دیا۔ جس سے رومی سخت خوفزدہ ہو گئے۔ اس شدید حملہ کے بعد خالد بن ولید نے رومیوں کو للکار کر کہا۔ کیا کوئی ہے۔ جو میرے مقابلے پر آئے۔ رومی سپاہیوں نے متفق ہو کر کلوس اور عزرائیل سے کہا۔ کہ تم دونوں ہی بہادر ہو۔ تم دونوں میں سے ہی ایک اس سے مقابلہ کریگا۔ اس وقت بھی کلوس نے عزرائیل سے کہا۔ کہ تم دمشق کے حاکم ہو۔ تمہارا فرض ہے۔ اُدھر عزرائیل نے کلوس سے کہا۔ کہ تم مجھ پر امیر بن کر آئے ہو۔ تمہارا فرض زیادہ ہے۔ آخر قرعہ اندازی کی گئی۔ اور قرعہ کلوس کے نام نکلا۔ ناچار کلوس خالد بن ولید کے مقابلے کے لئے نکلا۔ کچھ دیر مقابلہ کے بعد خالد نے کلوس کو گھوڑے سے نیچے گرا دیا۔ اور قید کر کے لشکر اسلامی میں لے آئے۔ اس کے قید ہو جانے سے اسلامی ہیبت رومیوں کے دلوں پر چھا گئی۔ خالد نے میدان میں نکل کر دوبارہ مبارز طلب کیا۔ رومیوں نے عزرائیل سے کہا۔ لیکن اس نے یہ کہکر ٹال دیا۔ کہ اگر میں مارا گیا۔ تو تم کو لڑانے والا کوئی نہ ہوگا۔ پس بہتر یہی ہے۔ کہ سب یک بارگی حملہ کر دو۔ لیکن رومی لشکر نے اس کو مقابلہ کے لئے مجبور کیا۔ اور یہ کافی عرصہ تک خالد بن ولید سے لڑتا رہا۔ لیکن کب تک۔ خالد نے گھوڑے سے اُتر کر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا۔ کہ اس کے گھوڑے کی ٹانگ صاف اڑ گئی۔ جس سے یہ گھوڑے سمیت زمین پر آگرا۔ گرتے ہی خالد نے اس کی مشکیں کس لیں۔ اور گرفتار کر لیا۔

اتنے میں ابو عبیدہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص صحابہ میں سے تھے۔ مدینہ سے فوج لیکر آ پہنچے۔ اور اس طرح خالد بن ولید کے زیر کمان اڑتیس ہزار جوان ہو گئے۔ اس دن کی جنگ یہاں ہی ختم ہو گئی۔

اگلے دن رومیوں کا سپاہ سالار توما جو شاہ ہرقل کا داماد تھا۔ مقرر ہوا۔ اس دن فرداً فرداً مقابلہ نہ ہوا۔ بلکہ یکبارگی حملہ ہوا۔ جس میں مسلمانوں نے وہ قتل عام کیا۔ کہ خون کی ندیاں بہا دیں۔ اور رومی لشکر کا محاصرہ اس طور پر کیا۔ کہ ان کو قلعہ میں داخل ہوتے ہی بن آئی۔ رومی لشکر قلعہ کے اندر داخل ہو گیا۔ اور مسلمان خدا کا شکر بجا لاتے ہوئے میدان جنگ سے واپس آئے۔

اس کے بعد اہل دمشق محصور ہو گئے۔ اور مسلمانوں نے برابر بیس دن تک محاصرہ کئے رکھا۔ روز قلعہ پر حملہ ہوتا۔ لیکن قلعہ والے اسکا جواب تیروں اور پتھروں سے دیتے۔ ایک دن قلعہ کے اندر سے خوشی کا نعرہ بلند ہوا۔ معلوم ہوا کہ ان کو اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک بہت بڑا رومی لشکر ان کی مدد کو آ رہا ہے۔

چنانچہ ضرار بن ازور کو پانچ سو سوار دیکر راستہ میں ہی نئے لشکر کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا۔ - - -

وہ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے۔ کہ سامنے سے رومی لشکر کا غبار دکھائی دیا۔ مسلمان ان پر ٹوٹ پڑے۔ یہ پیشرو دستہ تھا۔ جو شیرانِ اسلام کے حملہ کی تاب نہ لا سکا۔ اور پسپا ہو کر اپنی فوج میں جا شامل ہوا۔ لیکن مسلمان ان کا تعاقب کر کے رومی لشکر تک پہنچ گئے۔ اور حملہ کر دیا۔ لشکر بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ ضرار کمال بہادری سے لڑا۔ اور جدھر رخ کرتا۔ صفوں کی صفیں الٹتا جاتا تھا۔ آخر اس کی نظر وردان پر پڑی۔ جو رومیوں کا سپہ سالار تھا۔ اور اس نے اس پر حملہ کیا۔ لیکن ہمس کا بیٹا حمران درمیان میں آ گیا۔ ضرار نے اس پر نیزہ سے وار کیا۔ لیکن نیزے کا پھل اس کے جسم کے اندر دھنس گیا۔ اور ٹوٹ گیا۔ اب ضرار بے ہتھیار تھا۔ اس لئے رومیوں نے اس کو گرفتار کر لیا۔ لڑائی بدستور جاری رہی۔ اور پہلے کی نسبت بہت زور سے ہوتی رہی۔ رافع نے ایک تیز سوار کو خالد کی طرف دوڑایا۔ تاکہ وہ اسے اس واقعہ کی خبر دے۔ چنانچہ جب وہ سوار پہنچا۔ تو خالد اور سارے لشکر کو سخت قلق ہوا۔ خالد نے اس وقت میسرہ بن مسروق کو ایک ہزار جوان دیکر دمشق کے شرقی دروازے کے محاصرے پر چھوڑا۔ اور آپ باقی سپاہ کو لے کر ضرار کو چھڑانے کے لئے روانہ ہوا۔ جب لشکر موقع پر پہنچا۔ اور رومیوں پر حملہ کر دیا گیا تو اس وقت خالد نے ایک سوار کو دیکھا۔ جو بڑی تیزی سے اِدھر اُدھر غنیم میں چکر لگا رہا تھا۔ اور ہر طرف قتل وخون کا بازار گرم رکھا تھا۔ سارے اس کو دیکھ دیکھ کر دنگ ہو رہے تھے۔ آخر جب لڑائی ختم ہوئی تو خالد نے اس جوان کے متعلق دریافت کیا۔ کہ وہ کون ہے۔ پہلے تو اس کو شرم وحیا نے جواب سے روکے رکھا۔ لیکن بعد میں اس نے بتایا۔ کہ وہ مرد نہیں۔ بلکہ عورت ہے۔ اور خولہ بنت ازور ہے یعنی ضرار کی حقیقی بہن۔ اس نے بتلایا۔ کہ میں نے جب اپنے بھائی کی گرفتاری کی خبر سنی۔ تو اسی وقت بھائی کو چھڑانے کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں آ گئی۔ لیکن افسوس کہ بھائی مجھے نہیں ملا۔ خالد نے اس کو تسلی دی۔ کہ کل ضرور مل جائیگا۔

اب سنیئے رومیوں کے کیمپ کی حالت کہ عجیب کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ سپاہی بددل ہو چکے تھے۔ بعضوں نے تو اسلامی لشکر میں جا ملنے کی ٹھانی۔ اور بعض اپنے اس ارادے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ اور چپکے سے رات کے اندھیرے میں اسلامی کیمپ میں آ گئے۔ چنانچہ انکو خالد کے پاس لایا گیا۔ اور انکی زبانی معلوم ہوا۔ کہ ضرار کو یکصد سواروں کے ساتھ وردان نے شاہ ہرقل کے پاس اپنی بہادری ثابت کرنیکے لئے بھیجا ہے۔ چنانچہ خالد نے بھی سو سوار انکے پیچھے دوڑائے انہوں نے انکو بیت لہیا کے فاصلے پر گرفتار کر لیا۔ اور ضرار کو چھڑا لائے۔ خولہ اپنی بھائی کو ملکر خدا کا شکر بجا لائی۔ یہ تھا عرب کی عورتوں کی بہادری اور شجاعت کا حال۔

اگلے دِن لڑائی ہوئی۔ رومی تو پہلے ہی دم توڑے ہوئے تھے۔ کیا مقابلہ کرتے تھوڑی سی دیر میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اب تجویز یہ ٹھہری کہ اس محاصرہ کو ملتوی کر کے پہلے اجنادین کے مقام پر مجمع فوج کا بندوبست کیا جائے۔ بعد میں اس مہم کو سر کیا جائے۔ چنانچہ سارا لشکر وہاں چلا گیا۔ اور کئی دن کی لڑائی اور مشکلات کے بعد اجنادین میں فتح عظیم ہوئی۔ اور نوّے ہزار رومیوں کی کوششیں خاک میں مل گئیں ؛

اب اس مہم کے بعد پھر فتح دمشق کا ارادہ ہوا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں مبارکباد کا پیغام پہونچا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ یہ خوشخبری سنکر خدا کا شکر بجالائے۔ یہ خبر عرب میں پھیل گئی۔ ابوسفیان اور اس کے سب قبیلوں کے دل میں بھی شام جانے کا شوق چرایا۔ وہ بھی حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے کہا۔ کہ آپ ان کو شام نہ بھیجیں۔ کیونکہ ان کا بھیجنا خالی از خطرہ نہ ہوگا۔ کیونکہ ان لوگوں کے دلوں سے اپنی برتری کا خیال دُور نہیں ہوا۔ اور یہ اپنی سرداری کی خواہش کرینگے۔ جو یقیناً فتنہ کا موجب ہوگی۔ لیکن ابوسفیان کے تسلّی دلانے پر حضرت ابوبکرؓ نے ان کا علاقہ شام میں جانا منظور کرلیا۔ چنانچہ ابوسفیان سات ہزار سواروں کو لیکر بجانب دمشق روانہ ہوگیا۔ جب یہ لشکر خالد کے پاس پہنچا۔ تو یہ ان کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔

اگلے دن خالد نے کئی دستے بنائے۔ اور ہر ایک کو قلعہ کے ایک دروازے کے سامنے مقرر کردیا۔ چنانچہ کئی دن تک محاصرہ رہا۔ کئی دفعہ قلعہ والے باہر آئے۔ لیکن منہ کی کھائی۔ ان کے سردار توما کی آنکھ بھی ایک مسلمان عورت ابان کی بیوی کے تیر کا نشانہ بنی۔ جب قلعہ والوں نے اپنے غلبہ کی صورت نہ دیکھی۔ تو صلح پر راضی ہوئے۔ ابوعبیدہ چونکہ بہت رحم دل تھے سارے قلعہ والوں نے صلاح کی۔ کہ ان سے صلح کی درخواست کی جاوے۔ چنانچہ چند معززین قلعہ سے نکل کر بغرض صلح ابوعبیدؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے ان سے صلح کرلی۔ اور قلعہ کے دروازے کے رستے قلعہ کے اندر پہونچ گئے۔ اتنے میں خالد بن ولید بھی قلعہ کے ایک دوسرے دروازے کو توڑ کر قلعہ میں داخل ہوچکے تھے۔ اور قتل وخون کا بازار گرم تھا۔ وہ بھی قلعہ کے درمیان پہونچ گئے۔ وہ ابوعبیدہ کو دیکھکر حیران ہوگئے۔ ابوعبیدہ نے ان کو کہا۔ کہ میں نے تو ان سے صلح کرلی ہے۔ خالد نے کہا۔ کہ میں نے قلعہ کو بزور فتح کیا ہے۔ دونوں میں جھگڑا ہوگیا۔ آخر لوگوں نے کہا۔ کہ اس معاملے کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجا دو۔ جو وہ فیصلہ کریں۔ وہی منظور ہوگا۔ اس پر اہل دمشق کو امان دی گئی۔ اس طرح پر شام کا بڑا اسٹر مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اور ان کے پاؤں علاقہ شام میں اچھی طرح جم گئے؛

بہترین تحفہ

ہم نے تجویز پیش کی تھی۔ کہ ۲۶ اکتوبر جلسہ سیرت النبیؐ کے دن ہر خریدار الفضل اپنے کسی غیر مسلم دوست کو ایک تحفہ دے اور بہترین تحفہ

الفضل کا خاتم النبیین نمبر ہے

جو جون ۱۹۲۲ء کو شایع ہوکر مقبول عام ہوچکا ہے۔ ہم ہر خریدار الفضل کو اس خاص نمبر کی ایک کاپی بھیجتے ہیں۔ اور نصف قیمت ۲ ، اس کے حساب میں ۲ درج کرلینگے۔ جو وی پی میں ان کا چندہ الفضل ختم ہونے پر شامل کرادیا جائیگا۔ اگر رائے عامہ اس کی تائید میں ہو۔ تو بہت جلد اس تجویز پر عمل کیا جائیگا ۔ (ایڈیٹر)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کو چلانے کے لئے خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ طریق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں:۔

اگر ہم سلسلہ کے کام کو صحیح طریق پر چلانا چاہتے ہیں۔ تو اس کا صرف یہی طریق ہے . . . . بلکہ ضروری ہے۔ کہ ریزرو فنڈ بھی قائم کیا جائے جس کی سالانہ اس قدر آمد ہو۔ کہ جب کبھی جماعت کی آمدنی میں کسی وجہ سے کمی واقعہ ہو جائے۔ یا کوئی خاص خرچ آپڑے۔ تو اس آمدنی سے کام لیں۔ وہ لوگ جن کے گذارہ کا انحصار صرف آمد پر ہوتا ہے۔ کہ ادھر آئی۔ ادھر خرچ ہوگئی۔ وہ ہمیشہ تکلیف میں رہتے ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ ایک حصہ آمد کا ایسا ہو۔ جو مستقل ہو۔

موجودہ بجٹ جو ۲ ½ لاکھ کے قریب ہوتا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ۴۰ فیصدی مستقل آمد کے لئے ریزرو فنڈ اس قدر ہونا چاہیئے۔ جس کی آمد ایک لاکھ سالانہ ہو۔ اور یہ ۱۵ لاکھ کے ریزرو فنڈ سے پیدا ہوسکتی ہے۔ بظاہر یہ بڑی رقم ہے لیکن اگر تدبیر اور توجہ سے اس کے مہیا کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کا پورا ہونا کوئی مشکل بات نہیں۔ بہت آسانی سے پوری ہوسکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو چلانے کے لئے وصایا کا عظیم الشان طریق رکھا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ طریق کبھی غلط نہیں ہوتا۔ اگر کامیابی میں کوئی نقص پیدا ہوتا ہے۔ تو انسان کے اپنے عمل سے نہ کہ اس طریق کے ناقص ہونے سے۔ دیکھو جب قرآن کریم آیا۔ تو جن لوگوں نے اس پر عمل کیا۔ وہ مٹھی بھر ہوتے ہوئے ساری دنیا پر غالب آگئے۔ لیکن باوجود اس کے اب بھی وہی قرآن مجید ہے۔ اور مسلمان لاکھوں کروڑوں ہوتے ہوئے بھی ترقی نہ کرسکے۔ انہوں نے نادانی سے سمجھا کہ قرآن میں نقص ہے۔ اور ہم قرآن کو چھوڑ کر ترقی کرسکتے ہیں۔ اس پر خدا تعالےٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ تا آپ کے ذریعہ اسلام کو دنیا میں غالب کرے۔ اب دیکھو۔ ہماری نہایت ہی قلیل جماعت جو تھوڑا بہت کام کررہی ہے۔ اس سے دشمن بھی اقرار کررہے ہیں۔ کہ یہ جماعت غالب ہونے والی ہے۔ اور اس طرح ثابت ہو رہا ہے۔ کہ قرآن کریم کا نقص نہیں۔ بلکہ اس پر عمل نہ کرنے والوں کا نقص ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے سلسلہ کا کاروبار چلانے کے لئے وصیت کا ایک ایسا طریق رکھا ہے۔ کہ اگر اس پر صحیح طریق سے عمل کیا جائے۔ تو کبھی مشکل نہ پیش آئے۔

وصایا کی آمد غیر معمولی آمد ہے۔ ایک آدمی فوت ہوتا ہے۔ جس کی دس لاکھ کی آمد ہوتی ہے۔ اس کی جائداد سے اگر ایک لاکھ روپیہ آجائے۔ تو یہ غیر معمولی آمد ہوگی۔ کیونکہ ہر سال اتنا روپیہ اس طرح نہیں آسکتا۔ اگر وصایا کی آمد کو غیر معمولی آمد قرار دیکر بجٹ میں شامل نہ کیا جائے۔ اور اسے علیحدہ رکھا جائے۔ تو چند سال میں ۱۵ لاکھ روپیہ جمع ہوجانا کوئی مشکل بات نہیں۔ اس کے لئے میں نے یہ تجویز بتائی تھی۔ کہ وصیت کی آمد پانچ سو یا اس سے زائد جو آئے۔ اسے غیر معمولی آمد سمجھا جائے۔ اور ریزرو فنڈ میں شامل کرادیا جائے۔ اسی طرح اگر صحیح طور پر عمل کیا جائے۔ اور جماعت کو وصیت کی اہمیت بتائی جائے۔ اور بتایا جائے۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کا قائم کردہ طریق ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ ہزاروں آدمی ہیں۔ جنہیں تاحال اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ اور وہ وصیت کے ذریعہ اپنے ایمان کامل کرکے دکھائیں گے"۔

نوٹ ۱:۔ احباب جماعت کی آگاہی کے لئے شایع کیا جاتا ہے۔ کہ جن دوستوں نے تاحال وصیت نہیں کی۔ وہ وصیت کرکے اپنے کامل الایمان ہونے کا ثبوت دیں۔ اور حصہ وصیت کو ادا کرنے کی کوشش فرمائیں؛

سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی۔ قادیان دارالامان

مرکزی انجمنیں توجہ کریں

بلفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

آسمان پر خدا تعالےٰ یہ فیصلہ کرچکا ہے۔ کہ زمین و آسمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے بھر جائیں۔ اور خدا کی فیصلے کبھی ٹلا نہیں کرتے ساتھ ہی یہ ثواب آپ لوگوں کے لئے مقدر ہے آپ ہی کے ذریعہ یہ کام سرانجام پائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ کے وعدے آپ کے ہاتھوں پورے ہونگے اور آپ ہی ان تمام انعامات اور الٰہی افضال کے وارث وجذب کرنے والے ٹھیرینگے۔ جو اس قسم کے الٰہی ارادوں کو پورا کرنے والی جماعتوں کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر کر رکھے ہیں۔ اب تاخیر کا وقت نہیں۔ اٹھئے۔ اور اس خزانہ کو لوٹئے۔

جلسہ ہائے سیرۃ نبی صلعم کی مبارک تحریک کرکے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے ان انعاموں کو حاصل کرنیکی راہ آپکے لئے کھول دی ہے۔ اور اس کے متعلق فارمیں اور ہدایتیں آپ صاحبان کو بھیجی جاچکی ہیں۔ ان کے مطابق کام کیجئے۔ جس قدر زیادہ سے زیادہ جلسوں کا انتظام ہوسکے کیجئے۔ اور اپنے امام علیہ السلام کی دعائیں

تاثرات و مشاہدات عرفانی

بمبئی الیکشن میں کانگرس کا مقابلہ

(۱)

مَیں شروع ہی میں یہ کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ جہانتک ہندوستان کی آزادی اور ترفع کا سوال ہے۔ میرا دل انہیں جذبات کا آئینہ ہے۔ لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے میں کانگرس کے طریق عمل سے اختلاف رکھتا ہوں۔ اور یہ اختلاف دیانتداری اور نیک نیتی پر مبنی ہے مجھے افسوس ہے۔ کہ کانگرسی لیڈر ہر اس شخص پر جو ان سے مخلصانہ اختلاف رائے رکھتا ہے۔ غدارِ ملک ہونے کا فتویٰ دینے میں جرأت سے کام لیتے ہیں۔ اور میری رائے میں یہ سیاسی اخلاق کی پستی کی دلیل ہے۔

موجودہ طریق عمل ایک وقتی جوش اور ہیجان ضرور پیدا کرتا ہے۔ جیسے کسی سٹیمولینٹ کے ذریعہ ایک عارضی توانائی اور قوت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن ایسے محرکات قوم اور ملک میں اخلاقی کمزوری کو پیدا کر دیتے ہیں۔

میں اس وقت کانگرس کے نصب العین اور اس کے طریق کار پر بحث نہیں کر رہا ہوں۔ یہ تمہیدی حصہ مَیں نے اس لئے رکھا ہے۔ کہ پڑھنے والوں کو میرے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے۔

(۲)

مَیں نے بمبئی میں اپنے مشاہدات کے سلسلہ کو کانگرس کی سرگرمیوں کی طرف بھی پھیلایا۔ اس کے تبلیغی اور اشاعتی نظام کو میں ہر روز دیکھتا ہوں۔ بمبئی کونسل کے انتخاب کا موقعہ میرے لئے عملی کام کے دیکھنے کا ایک بہترین ذریعہ تھا مَیں کانگرس کے اس فیصلہ سے واقف تھا کہ کونسلوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اس فیصلہ کو ملک کے اکثر حصص میں دانائی کا فیصلہ نہیں سمجھا گیا۔ پنجاب کے کانگرسی پریس نے اس پر نظر ثانی کے لئے آواز بلند کی۔ لیکن وہ آواز قابل توجہ نہ سمجھی گئی۔ اس لئے بعض صوبجات نے کانگرس کے فیصلہ کی اس طرح پر تذلیل کی۔ کہ قابل آدمیوں کے بھیجنے کی بجائے ناخواندہ لوگوں کے طبقہ کو منتخب کیا۔

یہ کانگرس کے فیصلہ کی عملی توہین ہے۔ جو ان لوگوں نے کی۔ جو کانگرس کے زبردست حامی اور مبلغ ہیں۔ اس کی کچھ بھی توجیہہ کی جائے۔ اس کی تہ میں کانگرس کے احکام کی ذلت آفرین ہنسی ہے۔ قانون ساز کونسلوں کی تحقیر اس سے پائی نہیں جاتی۔ بلکہ خود ایسے امیدوار منتخب کرنے والوں کی دماغی اور ذہنی قابلیتوں کے دیوالہ کا اعلان ہے۔ جن صوبوں نے اس قسم کی کارروائی کی ہے۔ اگر کانگرس کے لیڈروں میں اخلاقی جرأت ہے۔ تو وہ ایسے صوبوں کے خلاف اظہار ملامت کریں۔ کانگرس کا فیصلہ صحیح تھا یا غلط لیکن قومی روح کا مطالبہ اس کی تعمیل تھا نہ اس سے کھیلنا۔ میرے نقطۂ خیال سے کونسلوں کے انتخاب کے متعلق یہ کانگرس کی پہلی شکست ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے اسی اخلاقی پستی کا جو کانگرس کے طریق عمل نے پیدا کر دی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ اس جوش اور ہیجان کے وقت اس قسم کی رائے کا اظہار ایک مجنونانہ فعل سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس سے بڑھکر اخلاقی خودکشی نہیں ہو سکتی۔ کہ انسان ایک حق بات کہنے میں اسلئے مضائقہ کرے۔ کہ کوئی اسے سنیگا نہیں

(۳)

کانگرس کے اس فیصلہ کی تعمیل میں بمبئی نے جو نمونہ دکھایا ہے باوجود اختلاف رائے کے میں اسے قابل مبارکباد سمجھتا ہوں۔ قوموں کی تعمیر میں جو چیز بطور بنیادی اینٹ اور سیمنٹ کے کام کرتی ہے وہ رہنما کے فیصلہ کی تعمیل ہے۔ اور بلا چون و چرا اس پر بحث اسوقت تک ہو سکتی ہے۔ جب تک اسے تجویز کا رنگ دیا جا رہا ہو۔ لیکن جب اسے فیصلہ کی شکل دیدی جاتی۔ تو بحث کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

بہرحال بمبئی کانگرس کمیٹی نے اس فیصلہ کی تعمیل میں اپنی پوری قوت کو صرف کر دیا۔ انتخاب کو بائیکاٹ کرنے کے لئے بمبئی کانگرس کے ادارہ انتظام نے پہلے تبلیغی جلوس کا اعلان کیا۔ جو ۷ ار ستمبر ۳۰ء کو نکالا گیا۔ میں اس جلوس میں آغاز سے لے کر آخر تک شریک رہا۔ اتنے بڑے جلوسوں میں جو دقت اور دشواری پیدا ہوتی ہے۔ وہ ضبط و نظم کا نہ ہونا ہے مگر اس میں کسی جگہ بھی کسی قسم کی بدنظمی اور عدم ضبط کا مظاہرہ نہیں ہوا۔ بمبئی جیسے آباد اور پُر رونق بازاروں سے اس کا گزر ہوا۔ لیکن ناظمان جلوس نے اسے بے قابو نہیں ہونے دیا۔ اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی صف شکنی ہوئی۔

(۴)

پہلی بات جس نے مجھے متاثر کیا۔ وہ اس جلوس میں مسلم عنصر کی عدم موجودگی تھی۔ میں نے نہایت غور اور شوق سے دیکھا اور تلاش کیا۔ کہ کیا مسلمان من حیث القوم اس جلوس میں شریک ہیں مجھے واقعات اور مشاہدات نے جواب دیا۔ کہ ہرگز نہیں۔ میں اس آواز کو جو میرے مذہب کے سوال پر اس متحرک انسانی موج سے آتی تھی۔ برابر سنتا گیا۔ اور مَیں نے محسوس کیا۔ کہ بمبئی کے مسلمانوں نے اپنی قومی ہستی کا نمایاں مظاہرہ کیا ہے۔ اور بمبئی کے مسلم لیڈر اس کامیابی پر قابل مبارکباد ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس جلوس کے بائیکاٹ کرنے کا مشورہ نہیں دیا۔ اور اس مقصد کے لئے کسی اعلان کی ضرورت نہیں سمجھی۔ انہیں اپنی قوم پر یقین اور اعتماد تھا۔ کہ جبکہ قومی فیصلہ کانگرس کے ساتھ موجودہ طریق عمل میں عدم تعاون کا ہے۔ تو کوئی غیور اور ملت پرست مسلمان اس میں شرکت نہیں کریگا۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ کوئی اور مسلمان شریک نہ ہوگا۔ ممکن ہے مجھے معلوم نہ ہوا ہو۔ میں اپنے مشاہدات کی بناء پر لکھ رہا ہوں اگر کوئی مسلمان جو اس میں شریک ہوا ہو۔ تو میں اسے غدار نہیں کہتا۔ جیسے کانگرس والے ہر اس شخص کو جو ان سے اختلاف رائے رکھتا ہو۔ غدار کہنے میں مضائقہ نہیں کرتے میں ایسے لوگوں کی نیت پر حملہ کرنیکا بھی کوئی حق نہیں رکھتا وہ دیانتداری سے اسی طریق عمل کو مفید سمجھتے ہونگے۔ مگر میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ ملت اسلام کا ایک فرزند ہونے کی حیثیت سے انہیں یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ جمہور اسلام سے اس معاملہ میں الگ ہوں نہ صرف الگ ہوں۔ بلکہ کانگرس کے پلیٹ فارم سے دوسرے مسلمانوں کو دھمکیاں دیں۔ میں نے اس نظارہ کو دیکھا۔ اور میری امید وسیع ہو گئی۔ کہ اگر بمبئی کے مسلمان پوری قوت اور یکجہتی سے کوشش کریں۔ تو ان گم کردہ راہ بھائیوں کو وہ اپنے قریب کر سکتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ ان سے مایوس ہو کر انکی طرف سے توجہ ہٹا لیں۔ ایسے مسلمان بھی آخر اپنے دلمیں اسلام اور مسلمانوں کے لئے محبت کے جذبات رکھتے ہیں۔ وہ آگ ابھی بجھ نہیں گئی۔ گو سرد ہو چکی ہو۔ تو ملکر اسے روشن کرو۔ اور انہیں اپنے قریب کرو۔ تاکہ برائے نام بھی کوئی شخص ان میں نہ رہے۔

(۵)

دوسری بات جس نے مجھے متوجہ کیا۔ وہ "جے" کے نعرے تھے۔ میں بہ حیثیت مسلم کے ان نعروں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ انسانوں میں سے اسی انسان کی جے کا نعرہ بلند کیا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے خدا تعالےٰ نے ارشاد کیا ہو۔ اسلام اور کفر کی ابتدائی جنگوں میں ہبل کی جے کے نعرے کفار نے بلند کئے۔ مگر مسلمانوں کے لشکر نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

پس جے کے نعروں کے متعلق میرا نقطۂ خیال تو دوسرا ہے۔ لیکن یہ نعرے بلند کئے جاتے ہیں اور میں انہیں اپنے دوسرے نقطۂ خیال سے سنتا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ جلوس کے آغاز سے لیکر آخر تک ہندو لیڈروں کی جے کا نعرہ تو بلند ہوتا تھا۔ مگر میں نے تمام راستہ میں کچلو۔ انصاری۔ ظفر علی۔ عبد القادر وغیرہم میں سے کسی کی جے پکارتے ہوئے نہیں سُنا۔

اگر یہ لوگ خود یا انکے ہم خیال یہاں ہوتے۔ تو انہیں اپنی قیمت معلوم ہو جاتی۔ کہ جس صنم کے لئے وہ قید و بند کی سختیاں جھیل رہے ہیں۔ اسے خبر بھی نہیں۔ کہ یہ کون ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ۴ میدان میں مولانا آزاد کی جے شریک جے تھی مگر انصاری اور دوسرے مسلمان اسیران بلا اس انعام سے محروم تھے۔ میں نے ان نعروں کو سنا۔ اور انکی بلندی میں ایک خاموش اعلان پر کان لگا دیا۔ یہ اعلان کسی شخص کی طرف سے نہیں تھا۔ یہ کسی آواز کے ذریعہ نہیں

[illegible]

فہرست مبایعین بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۳۰ء

نمبر	نام	پتہ
۸۵۵	صلابت خان صاحب	ضلع گجرات
۸۵۶	غلام محمد صاحب	″ ″
۸۵۷	فتح بی بی والدہ چوہدری اللہ بخش صاحب	″ سیالکوٹ
۸۵۸	مالک ولد بھانا صاحب	″ شاہپور
۸۵۹	سراج دین صاحب	″ سیالکوٹ
۸۶۰	امت خان صاحب	اڑیسہ
۸۶۱	لاہب الدین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۸۶۲	غلام حیدر صاحب	ضلع سیالکوٹ
۸۶۳	حکیم محمد چراغ صاحب قریشی	″ گورداسپور
۸۶۴	فتح محمد صاحب ولد نبی بخش صاحب	ریاست نابھہ
۸۶۵	بشیر احمد صاحب پسر فتح محمد صاحب مذکور	
۸۶۶	الفت بیگم صاحبہ	ریاست نابھہ
۸۶۷	مقیض الدین احمد صاحب	ضلع ڈھاکہ
۸۶۸	صلابت اللہ صاحب	″ میمن سنگھ
۸۶۹	اجابت اللہ صاحب	″ ″
۸۷۰	ممتاز علی صاحب	″ ″
۸۷۱	عبدالسبحان صاحب	″ ″
۸۷۲	آدر بانو بنت اجابت خان	″ ″
۸۷۳	عبدالجلیل صاحب	″ پشاور
۸۷۴	مرزا سید محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۸۷۵	رحمت خان صاحب	″ سیالکوٹ
۸۷۶	محمد یوسف صاحب	نا بھہ سٹیٹ
۸۷۷	بہادر شاہ صاحب	پونچھ
۸۷۸	سید منیر احمد صاحب رضوی سیاح	مونگیر ـ بہار
۸۷۹	نہر دین صاحب	ضلع گورداسپور
۸۸۰	لال دین صاحب	″ ″
۸۸۱	محمد حسین ″	″ سیالکوٹ
۸۸۲	دین محمد ″	ضلع گورداسپور
۸۸۳	حسن دین ″	ضلع گورداسپور
۸۸۴	ہدایت اللہ صاحب	″ سیالکوٹ
۸۸۵	عبدالرزاق صاحب	″ انبالہ
۸۸۶	محمد صدیق صاحب پسر کرامت علی	ضلع سہارنپور
۸۸۷	مسماۃ حینہ صاحبہ زوجہ محمد صدیق صاحب مذکور	
۸۸۸	عبداللطیف صاحب ولد سید صاحب	ریاست پٹیالہ
۸۸۹	عزیز الدین صاحب	گورداسپور
۸۹۰	شہامت حسین صاحب	بھاگلپور
۸۹۱	اہلیہ ملک عبدالصمد صاحب معہ پسران	ضلع جہلم
۸۹۲	ملک عبداللہ خان ولد شہباز	″ ″
۸۹۳	فیض محمد عرف فجو	ضلع رہتک
۸۹۴	حفیظن زوجہ ″	ضلع رہتک
۸۹۵	ولی محمد دکاندار	ضلع رہتک
۸۹۶	رفیقن زوجہ ولی محمد	ضلع رہتک
۸۹۷	بدر حسین شاہ صاحب ولد غلام علی شاہ ضلع مظفر آباد	
۸۹۸	محمد اسحاق ولد عبدالحلیم	ضلع لائلپور
۸۹۹	محمد شفیع صاحب چوہان	″ منٹگمری
۹۰۰	محمد رمضان صاحب	″ لاہور
۹۰۱	یہ ٹا ولد تھو	ریاست پٹیالہ
۹۰۲	میاں جی شیخ عنایت حسین	″ ″
۹۰۳	شیخ محمد اصغر صاحب قریشی	شہر سیالکوٹ
۹۰۴	برکت بی بی اہلیہ مولا بخش	ضلع گورداسپور
۹۰۵	دمام بی بی	″ ″
۹۰۶	قطب الدین راجپوت	″ انبالہ
۹۰۷	ابوالحسن صاحب	بھاگلپور شہر
۹۰۸	نور فاطمہ صاحبہ	″
۹۰۹	ابو رشید صاحب	″
۹۱۰	ابوسعید ″	″
۹۱۱	عمر بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۹۱۲	رحیم بی بی ″	″ ″
۹۱۳	حسین بی بی ″ زوجہ محمد بوٹا	″ گجرات
۹۱۴	عمر بخش ولد طالعمند	″ گورداسپور
۹۱۵	بڈھا ولد وزیر خان	″ ″
۹۱۶	عبدل ولد گوہر	″ ″
۹۱۷	محمد الدین ولد منشی	″ ″
۹۱۸	قائم ″ ″	″ ″
۹۱۹	انور ولد عبداللہ خان	″ ″
۹۲۰	طفیل احمد ولد عبدالکریم	″ سیالکوٹ
۹۲۱	نذیر احمد صاحب	″ ″
۹۲۲	جلال الدین موچی	″ گورداسپور
۹۲۳	محمد الدین پسر عمر الدین	″ ″
۹۲۴	میاں فضل الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۹۲۵	مستری محمد الدین صاحب	″ ″
۹۲۶	فقیر محمد صاحب	″ ″
۹۲۷	چراغ محمد صاحب	″ ″
۹۲۸	محمد رمضان ″	″ ″
۹۲۹	بشیر احمد صاحب	″ ″
۹۳۰	مہر الدین ″	″ ″
۹۳۱	محمد الدین ″	″ ″
۹۳۲	عبدالعزیز ″	″ ملتان
۹۳۳	نور محمد صاحب	″ گورداسپور
۹۳۴	اصغری بیگم اہلیہ سید ہاشم علی صاحب	″ بجنور
۹۳۵	اللہ دتا صاحب	″ گجرات
۹۳۶	محمد بخش صاحب	″ ″
۹۳۷	کرم الٰہی صاحب	″ ″
۹۳۸	احمد جان ملیار	″ ″
۹۳۹	حاکم خان صاحب	″ ″
۹۴۰	راجہ عبداللہ خان صاحب	″ ″
۹۴۱	چوہدری حاکم علی صاحب	″ سیالکوٹ
۹۴۲	بھاگن والدہ چوہدری حاکم علی صاحب مذکور	
۹۴۳	فتح بی بی اہلیہ ″	″ ″
۹۴۴	لعب بی بی والدہ چوہدری عمر حیات صاحب	ضلع سیالکوٹ
۹۴۵	بیگم اہلیہ ″	″ ″
۹۴۶	چوہدری شادی صاحب ولد حیات محمد صاحب	″
۹۴۷	محمد الدین صاحب ولد محمد حیات صاحب	″
۹۴۸	نذیر احمد صاحب	افریقہ
۹۴۹	میران بخش صاحب	افریقہ
۹۵۰	شیخ رحمت اللہ صاحب قادیانی	ایران
۹۵۱	خانم جان اہلیہ شیخ رحمت اللہ صاحب مذکور	
۹۵۲	چوہدری عبدالغفور خان صاحب	ضلع ہوشیارپور
۹۵۳	قاضی غلام حسین صاحب	″ شیخوپورہ
۹۵۴	محمد اسلام صاحب	دہلی
۹۵۵	حیات محمد صاحب	ضلع لائلپور
۹۵۶	فتح بیگم صاحبہ زوجہ نذیر احمد صاحب	ضلع شیخوپورہ
۹۵۷	دل محمد صاحب ولد جھنڈا صاحب	ضلع گورداسپور
۹۵۸	طفیل محمد صاحب	″ جالندھر
۹۵۹	سید عبداللہ شاہ صاحب	امرتسر
۹۶۰	قاضی غلام مرتضیٰ شاہ صاحب برادر قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم	ضلع شاہپور
۹۶۱	سید سلیمان شاہ صاحب ولد سلطان احمد شاہ صاحب	ضلع اٹک
۹۶۲	اردو ا صاحب	ضلع گورداسپور
۹۶۳	جان محمد صاحب	″ ″
۹۶۴	بشیر احمد صاحب	″ ″
۹۶۵	مسماۃ جیواں صاحبہ	″ ″
۹۶۶	″ بالاں صاحبہ	″ ″
۹۶۷	زینب زوجہ سائیں موچی	″ ″
۹۶۸	سید الرحمٰن صاحب	بنگال
۹۶۹	سید امین الرب صاحب	دہلی
۹۷۰	حاجی محمد صادق	ڈیرہ غازیخان
۹۷۱	رحیم بخش صاحب	ضلع گورداسپور
۹۷۲	فضل دین صاحب	ضلع گورداسپور
۹۷۳	چوہدری شیر محمد صاحب پسر چوہدری جہل خان صاحب مرحوم	ضلع ہوشیارپور
۹۷۴	ساون عرف گناں	ضلع گورداسپور
۹۷۵	سلطان بخش	″ ″
۹۷۶	عبدالرزاق صاحب	″ گجرات
۹۷۷	راج بی بی والدہ محمد احمد صاحب	ضلع گورداسپور
۹۷۸	مستری محمد شریف	لاہور
۹۷۹	شیخ غفور صاحب	اڑیسہ
۹۸۰	چوہدری سکندر خان صاحب	ضلع امرتسر
۹۸۱	عبداللہ صاحب [illegible] جٹ	″ شیخوپورہ
۹۸۲	طالعہ بی بی زوجہ عبداللہ صاحب مذکور	
۹۸۳	سید احمد صاحب پسر ″	″
۹۸۴	برکت علی ″	ضلع لاہور
۹۸۵	نیاز احمد صاحب پسر جلال الدین خان صاحب	″ ہوشیارپور
۹۸۶	حاکم الدین صاحب ولد جھنڈا صاحب زمیندار	ضلع سیالکوٹ
۹۸۷	موضع خان صاحب نمبردار	ضلع پشاور
۹۸۸	غلام محمد صاحب پٹواری نہر	″ لائلپور
۹۸۹	محمد عظیم صاحب جلد ساز	″ گجرات
۹۹۰	چوہدری محمد بخش صاحب ولد گلاب خان	ضلع سیالکوٹ
۹۹۱	چوہدری حاکم خان ولد مہتاب	ضلع سیالکوٹ
۹۹۲	نظام الدین صاحب پسر وری	ضلع سیالکوٹ
۹۹۳	احمد علی خان صاحب	ضلع ہوشیارپور
۹۹۴	عدالت خان	″ ″
۹۹۵	چراغ الدین صاحب	″ سیالکوٹ
۹۹۶	محمد حسین صاحب	″ شیخوپورہ
۹۹۷	رشیدن صاحبہ زوجہ عابد علی خان صاحب	ضلع جالندھر
۹۹۸	محمد ابراہیم صاحب	ضلع شیخوپورہ
۹۹۹	میاں اسمٰعیل ابراہیم صاحب	ضلع مغربی خاندیس
۱۰۰۰	میاں محمد ولد اللہ بخش صاحب	″ شیخوپورہ

تفسیر القرآن حضرت خلیفۃ المسیح چھپ رہی ہے

احباب فوری توجہ فرمائیں

احباب کرام تک کئی مرتبہ یہ مژدہ پہونچایا جا چکا ہے۔ کہ وہ تفسیر القرآن جسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ تصنیف فرما رہے تھے۔ چھپ رہی ہے۔ پہلی جلد انشاء اللہ پانچ پاروں یعنی سورہ یونس سے لیکر سورہ کہف تک کی تفسیر پر مشتمل ہوگی۔ صفحات کا اندازہ ۸۰۰ سے لیکر ۱۰۰۰ تک کیا گیا ہے۔ قیمت غالباً ساڑھے پانچ روپے سے چھ روپے تک ہوگی پیشگی قیمت ادا کرنیوالے احباب سے پونے پانچ روپے وصول کی جائیگی۔ احباب کو چاہیئے کہ اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں ؛ جن احباب نے میرے اعلانات پر توجہ فرما کر رقوم ارسال کی ہیں۔ ان کا شکریہ ہے انہیں چاہیئے۔ کہ اس خزانہ حقائق و معارف کی طرف دوسرے احباب کو بھی توجہ دلائیں ؛ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب اس اشتہار کے مطالعہ پر فوری توجہ فرما کر ممنون فرمائینگے۔ تمام روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام آنا چاہیئے ؛

(پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ)

اشتہار عام

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ہم ہر سہ برادران۔ باوا امرناتھ۔ دیوراج و امرداس پسران باوا میلارام قوم بیدی سکنہ قادیان ضلع گورداسپور کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ مشترکہ و غیر منقسمہ وجدّی ہے۔ اور ہر سہ برادران میں سے کسی ایک کو کسی قسم کا انتقال جائیداد کرنے کا اختیار نہیں ہے اور نہ وہ جائیداد مذکورہ بالا پر کسی قسم کا قرضہ وغیرہ لے سکتا ہے۔ کوئی صاحب بلا رضامندی تحریری ہم ہر سہ برادران کے کسی طرح سے ہماری جائیداد غیر منقولہ مشترکہ واقع قادیان کو خرید کرنے یا بیع رہن کرانے کی دلیری نہ کرے۔ ورنہ اس کا روپیہ ضایع ہوگا۔ اور جائیداد اس روپیہ کی ذمہ وار نہ ہوگی ؛

تحریر ۳۰ اگست ۱۹۳۰ء

العبد

دیوراج و امرداس پسران باوا میلارام صاحب قوم بیدی سکنہ قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— مسٹر کے۔ ٹی پال جو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے، لاہور کے سیکرٹری تھے۔ گول میز کانفرنس کے مندوب مقرر کئے گئے ہیں۔ جس سے ہندوستانی عیسائیوں کی نیابت میں نمایاں ترقی ہو گئی ہے ؛

—— لاہور میں ۲۵ ستمبر کو فری پریس کے ایک نمائندے سے ملاقات کے دوران میں امرتسر میں غیر ملکی کپڑے کی فروخت کے متعلق مولوی عبد القادر صاحب قصوری نے اظہار ناراضگی کیا۔

—— بمبئی سے ۲۶ ستمبر کو جی۔ آئی۔ پی ریلوے مینز یونین کے جنرل سیکرٹری نے ایک طویل بیان شایع کیا ہے۔ جس میں گذشتہ ہڑتال کے متعلق حکومت کے اعلان کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ حکومت نے وعدہ کیا تھا۔ کہ ہڑتال کی وجہ سے کسی کارکن کو بطور سزا ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا۔ اس سمجھوتے کی بنا پر ہڑتال بند کر دی گئی تھی۔ لیکن جب کارکن ورکشاپوں میں پہونچے۔ تو معلوم ہوا۔ ۹۰ فیصدی ہڑتالیوں کی آسامیاں پُر ہو چکی ہیں۔ اس عرصہ میں ایجنٹ اور ریلوے بورڈ کے ساتھ گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اگرچہ ریلوے بورڈ نے تمام کارکنوں کو بحال کرنے کا حکم دیدیا۔ لیکن اس وقت تک تعمیل نہیں ہوئی۔ اس لئے تمام کارکنوں سے اپیل کی جاتی ہے۔ کہ وہ یونین کے جھنڈے کے نیچے فوراً جمع ہو جائیں۔ اور زبردست اجتماع کر کے جلسے کریں۔ موثر مظاہروں کا انتظام کریں۔ اور حکومت کو مجبور کر دیں۔ کہ وہ انہیں فی الفور بحال کر دے۔ گویا ایک زبردست ہڑتال کی تیاری کی جا رہی ہے

—— بمبئی کے قریب ایک مقام پر ۲۳ ستمبر کو پانچ ہزار ستیہ گرہیوں نے قانون جنگلات کی خلاف ورزی کی۔ پولیس موجود تھی۔ لیکن مزاحم نہ ہوئی۔ واپسی کے وقت پولیس نے رہنماؤں کو گرفتار کر کے ہتھکڑیاں لگا لیں۔ ستیہ گرہیوں نے مظاہرہ کیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تشدد پر اتر آئے۔ فساد برپا ہو گیا۔ جس میں پندرہ آدمی ہلاک اور پچاس مجروح ہوئے۔ مقتولین میں مسٹر جوشی ریونیو افسر مجسٹریٹ اور ایک افسر جنگلات بھی شامل ہیں۔ معلوم نہیں کانگریس کی تباہ کاریوں سے ملک کو کب نجات ہو گی۔ اس قدر عزیز جانیں مفت میں ضایع ہو رہی ہیں ؛

—— بمبئی سے ۲۶ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ کل رات گول میز کانفرنس اور اس کے حامیوں کی مذمت کے لئے ایک جلسہ ہوا۔ گول میز کانفرنس اور اس کے حامیوں کی مذمت کی قرارداد بھی منظور ہو گئی۔ لیکن جب جلسہ برخاست ہونے کو تھا۔ تو تقریباً ایک سو شورش پسندوں نے پنڈال پر پتھر برسانے شروع کئے۔ متعدد اشخاص جن میں صدر بھی شامل تھا۔ مجروح ہو گئے۔ پولیس کے تقریباً ۵۰ آدمی فوراً موقعہ پر پہونچ گئے۔ لاٹھیوں سے حملہ کر کے ہجوم کو منتشر کیا گیا ؛

—— حکومت بنگال کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ سول نافرمانی کے فیصلے کے سلسلے میں اس وقت ۹۷ قیدی معافی مانگ کر رہا کئے جا چکے ہیں۔ اور محکمہ اطلاعات پنجاب کی رپورٹ ہے۔ کہ چھ صد کے قریب معافیاں یہاں بھی ہو چکی ہیں ؛

—— ۱۰ اکتوبر کو "ہندوستان" نام ہندوستان کا پہلا جنگی جہاز امارت بحریہ کا امتحان پاس کرے گا۔ یہ جہاز میسرز سوان ہنٹر اینڈ وگھم رچرڈسن کمپنی لمیٹڈ نے تیار کیا ہے۔ اس پر دو چار انچ کی چار۔ تین تین انچ کی۔ اور دو دو۔ دو انچ کی توپیں رکھی گئی ہیں۔ اس میں جدید ترین قسم کی تمام مشینری بہم پہونچائی گئی ہے۔ اور ایسا بے نظیر جہاز ہے جس پر ہندوستان کو فخر کرنا چاہیئے ؛

—— مدراس کونسل کی مسلم پارٹی کے ایک جلسہ میں گول میز کانفرنس میں مدراس پریزیڈنسی سے کسی مسلمان کو شامل نہ کرنے پر بزور احتجاج کیا گیا۔ اور حکومت سے درخواست کی گئی۔ کہ اس پریزیڈنسی کے مسلمانوں کے مفاد کی نمائندگی کے لئے پریزیڈنسی کے ہی کسی مسلمان کو نامزد کیا جائے نہایت ضروری مطالبہ ہے حکومت کو متوجہ ہونا چاہیئے ؛

—— قسطنطنیہ سے ۲۵ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ مجلس ملیہ میں اس مسودہ قانون کے منظور ہونے پر کہ حکومت کو پونڈ خریدنے کے لئے کاغذی روپیہ استعمال کرنے کے اختیارات دیئے جائیں۔ تاکہ ترکی سکہ کی قیمت مبادلہ قائم رہے۔ عصمت پاشا کی حکومت مستعفی ہو گئی ؛

—— نیویارک ۲۵ ستمبر۔ بینک آف انگلینڈ۔ بینک آف فرانس۔ اور ریزرو بینک کے منتظمین کے درمیان عنقریب ایک کانفرنس منعقد ہو گی۔ جس میں دنیا بھر میں تجارت کے انحطاط کے انسداد کے متعلق غور و خوض کیا جائے گا ؛

—— روس سے گیہوں اس قدر ارزاں نرخ پر درآمد ہو رہا ہے۔ کہ برطانیہ اور ولایات متحدہ امریکہ کی منڈیوں میں سنسنی پھیل گئی ہے۔ غلہ کے مراکز تبادلہ کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ امریکہ کے وزیر زراعت کا بیان ہے۔ کہ شکاگو میں سستی گندم کی بافراط درآمد نے گندم کا نرخ اس قدر گرا دیا ہے۔ کہ امریکہ کے کاشتکار تباہ ہو رہے ہیں۔ انگلستان اور امریکہ کی حکومتوں نے جمعیت اقوام سے استدعا کی ہے کہ اس معاملہ میں تحقیقات کی جائے ؛

—— ۲۵ ستمبر کو برطانیہ کی شہرہ آفاق موٹر چلانے والی عورت مسز وکٹر بروس صبح سات بجکر دس منٹ پر لنڈن سے بعزم ٹوکیو (جاپان) مصروف پرواز ہوئی۔ دونوں مقامات کا درمیانی فاصلہ گیارہ ہزار میل ہے۔ اور خاتون موصوفہ کو توقع ہے۔ کہ وہ اسے ۱۵ روز میں طے کر لیں گی۔ آپ لنڈن سے چلی ہوئی بوڈاپسٹ اُتریں گی ؛

—— پشاور سے ۲۵ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ امن بحال ہو جانے کی وجہ سے فوج والوں نے عنان انتظام سول حکام کے سپرد کر دی ہے۔ گویا مارشل لاء ہٹا لیا گیا ہے ؛

—— شملہ سے ۲۵ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ تیراہ اور خارلاچی کے سرحدی خطوط پر یاغستانی قبائل میں از سر نو بدامنی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ خود ساختہ خلافتیوں کی ایک جماعت تیراہ کے آفریدیوں کو حکومت کے ساتھ مزید معاندانہ کارروائی کی تلقین کر رہی ہے۔ کرم میں فوج نے نظم و نسق کی عنان حکام سرحد کے حوالے کر دی ہے ؛

—— نئی دہلی ۲۴ ستمبر کی رات کو دہلی میں مولوی صبغت اللہ صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ دیوبند میں معلم تھے۔ اور وہاں کے طلباء کا وفد لے کر دہلی آئے تھے۔

—— ۲۵ ستمبر کو بیاؤنگر سے ہندو مسلم فساد رونما ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ متعدد ہندو اور مسلمان زخمی ہو گئے۔ فساد کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک میلہ کے دوران میں کھلونوں پر پکٹنگ لگایا گیا تھا جس سے کھلونوں کے میمن سوداگر کھلونے فروخت نہ کر سکے تھے ؛

—— بمبئی۔ ۲۵ ستمبر۔ بمبئی پورٹ ٹرسٹ میں کاروبار کی کساد بازاری کے باعث ادنیٰ درجہ کے ایک سو پچاس کلرکوں کو برطرفی کا نوٹس دیا گیا ہے۔ یہ کلارک کل دفتر کے سامنے مظاہرہ کریں گے ؛

—— سکندر آباد ۲۳ ستمبر۔ ایک شخص کی فصل خراب ہو گئی۔ اور پیداوار اچھی حاصل نہ ہو سکی۔ اس کے اہل و عیال فاقہ کشی میں مبتلا ہو گئے۔ وہ بہت برہم ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو اور اپنی بیوی کو ایک کمرے میں بند کیا۔ پہلے بیوی کا خنجر سے کام تمام کر دیا۔ اور پھر اپنے آپ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ یہ افلاس کی برکت ہے ؛

—— ملتان ۲۵ ستمبر۔ ملتان کی کانگریس کمیٹی برخاست ہو گئی ہے۔ ڈکٹیٹر کے تقرر کا خیال ترک کر دیا گیا ہے۔

—— شملہ ۲۶ ستمبر۔ چونکہ حکومت نے پنجاب کی تمام مجالس کانگریس کو خلاف قانون قرار دیا ہے۔ اس لئے ۲۵ ستمبر سے سٹی کانگریس کمیٹی توڑ دی گئی ہے ؛

—— کلکتہ ۲۶ ستمبر۔ شدید بارش کی وجہ سے بنگال کے متعدد

(پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)